بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

سبز اشتہار کی روشنی میں پیشگوئی مصلح موعود کا تجزیہ

وَاتۡلُ عَلَیۡھِمۡ نَبَاَ الَّذِیۡۤ اٰتَیۡنٰہُ اٰیٰتِنَا فَانۡسَلَخَ مِنۡھَا فَاَتۡبَعَہُ الشَّیۡطٰنُ فَکَانَ مِنَ الۡغٰوِیۡنَ ☆وَلَوۡ شِئۡنَا لَرَفَعۡنٰہُ بِھَا وَلٰکِنَّہٗۤ اَخۡلَدَ اِلَی الۡاَرۡضِ وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الۡکَلۡبِ اِنۡ تَحۡمِلۡ عَلَیۡہِ یَلۡھَثۡ اَوۡ تَتۡرُکۡہُ یَلۡھَثۡ ذٰلِکَ مَثَلُ الۡقَوۡمِ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا فَاقۡصُصِ الۡقَصَصَ لَعَلَّھُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ۔ (اعراف۔۱۷۷)

اور انہیں اس شخص کے حالات پڑھ کر سنا، جس کو ہم نے اپنے نشانات دیئے تھے پھر وہ اُن سے پھسل کر الگ ہو گیا تھا۔ پس شیطان اسکے پیچھے چلا اور وہ گمراہوں میں جا شامل ہوا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُسے اِن آیات کے ذریعہ سے اونچا کر دیتے لیکن وہ زمین کی طرف جا گرا۔ اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا۔ پس اُسکی حالت اُس کتے کی حالت کی طرح ہے کہ اگر تو اس پر ہاتھ اُٹھائے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے اور اگر تو اُسے چھوڑ دے تب بھی وہ ہانپتا رہتا ہے۔ یہی حال اُس قوم کا ہے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ پس تو یہ حالات ان کو سنا تا کہ وہ کچھ سوچیں۔

(نوٹ! اِس مضمون کو پڑھنے والے دوست تاریخوں کی ترتیب اور لفظ پیشگوئی کے مفہوم (وُقوع سے پہلے کسی بات کی خبر) کو مسلسل مدنظر رکھیں۔ شکریہ)

ساجد نسیم صاحب! آپ مورخہ ۴؍فروری ۲۰۰۷ء کو میرے بھتیجے عزیزم محمد اشرف جنبہ صاحب کے گھر اُسے سمجھانے یا دھمکانے کے لیے آئے تھے۔ بوقتِ ملاقات آپ نے اشرف صاحب سے ذکر کیا تھا کہ میں نے عبدالغفار جنبہ کو بہت ساری ای میلیں بھیجی تھیں لیکن انہوں نے میری کسی ایک ای میل کا بھی جواب نہیں دیا۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ضرور آپ نے ای میلیں بھیجی ہونگی۔ بہت ساری ای میلیں (اخلاقی جرأت کے فقدان کے باعث) گم نام ہوتی ہیں اور بعض میں کوئی معقول سوال نہیں ہوتا۔ میرا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کسی ای میل میں کوئی معقول سوال ہوتو میں اس کا جواب ضرور دیا کرتا ہوں۔ اگر آپکی ای میلیں بھی میرے سامنے آتیں تو میں ضرور ان کا جواب دیتا۔ آپ کی ای میلیں میرے سامنے نہیں آئیں۔ ساجد صاحب! اگر میں کسی مصروفیت یا لاعلمی کی وجہ سے آپ کی ای میلوں کا جواب نہیں دے سکا تو آپکو تو علم تھا کہ آپ نے کس کس مقصد کیلئے ای میلیں بھیجی ہیں؟ اگر تو آپ نے سمجھا تھا کہ آپ کا ایک احمدی بھائی نعوذ باللہ گمراہ ہو چکا ہے اور آپ نے اُسے سمجھانے کے لیے ای میلیں بھیجی تھیں۔ تو پھر تو یہ بہت نیک کام تھا کیونکہ کسی بھٹکے ہوئے انسان کی سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔ ساجد صاحب! اگر ایسی بات تھی تو آپ مجھے خط لکھ کر سمجھا دیتے۔ اگر آپکے خط میں بھی کوئی کمی رہ جاتی تو خاکسار از خود آپکی خدمت میں خط لکھ کر اس کمی کا ازالہ کروالیتا۔ لیکن بہرحال ؎ یہ نہ تھی ہماری قسمت۔۔۔۔

عزیزم محمد اشرف جنبہ صاحب سے دوران گفتگو آپ نے میرے متعلق بار بار کچھ سخت کلمات دہرائے ہیں اور چند سوالات بھی اُٹھائے ہیں۔ آپکا یہ شکوہ بھی ہے کہ خاکسار نے خلیفہ ثانی کو جھوٹا کہا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ میں نے آغاز میں یہی کہا تھا کہ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود غلط فہمی پر مبنی ہے لیکن اُسکے صاحبزادے اور چوتھے جانشین کو اس بات کی سمجھ نہ آئی اور اس نے بغیر کسی دلیل اور بغیر کسی منطق اپنے پہلے ہی جوابی خط میں میرے مدلل خیالات کو شیطانی وساوس قرار دے دیا (ثانیاً) اس عاجز نے خلیفہ ثانی صاحب کو جھوٹا ثابت کر کے جھوٹا کہا ہے۔ اگر جھوٹے کیلئے اس سے نرم کوئی لفظ ہے تو میری راہنمائی کیجئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی جھوٹے کیلئے اُسے جھوٹا کہنے سے زیادہ کوئی نرم ترین لفظ نہیں ہوسکتا۔ بہر حال آپ نے مجھے بغیر کسی ثبوت کے کچھ خطاب دیئے ہیں۔ آپ دونوں مربیوں کا اس کیلئے شکریہ۔ آپ نے مجھ پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ میں نے خلیفہ رابع صاحب کیساتھ اپنی ساری خط و کتابت ظاہر نہیں کی اور کچھ اپنے خطوط چھپائے ہوئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنا کوئی خط نہیں چھپایا اور میں آپکی معرفت نظام جماعت سے کہتا ہوں کہ اگر کوئی میرا ایسا خط اِنکے پاس ہے تو وہ اسے لوگوں کو دکھائیں اور شائع کریں ورنہ بقول حضرت مہدی و مسیح موعودؑ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔ درج ذیل مضمون میں آپکے سوالات کے جوابات بھی آجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتٰبٍ وَّ حِکۡمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنۡصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰی ذٰلِکُمۡ اِصۡرِیۡ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا قَالَ فَاشۡھَدُوۡا وَاَنَا مَعَکُمۡ مِّنَ الشّٰھِدِیۡنَ۔ (ال عمران آیت۔۸۲)

ترجمہ۔ اور جب اللہ نے سب نبیوں والا پختہ عہد لیا تھا کہ جو بھی کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس کلام کو پورا کرنے والا ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا، فرمایا تھا کہ کیا تم اقرار کرتے ہو اور اس پر میری ذمہ داری قبول کرتے ہو؟ انہوں نے کہا تھا، ہاں ہم اقرار کرتے ہیں،

فرمایا اب تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے ایک پختہ عہد لیا تھا اور وہ عہد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اسکے بعد آنے والے مصلح کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ہر نبی نے حکم الٰہی کے مطابق اس بشارت کو اپنے پیروکاروں کے آگے خوب کھول کر بیان فرمادیا اور ساتھ ہی انہیں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ جب وہ موعود نشانات کیساتھ آئے تو اسے مان لینا اور اسکی مدد کرنا۔ لیکن کتنی عجیب بات ہے کہ ہر نبی کی قوم کے اکثر افراد نے اپنے گذشتہ نبی کی اس نصیحت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا اور بعد میں آنیوالے اس موعود کا دلیری سے انکار کر دیا اور اس طرح نہ صرف اس کی تکذیب کر کے عہد شکنی کے مرتکب ہوئے بلکہ فاسق بن کر ایمان کو بھی ہاتھ سے گنوا بیٹھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَایَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔ (سورۃ یٰسٓ ۔۳۱) ترجمہ۔ ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

مثال کے طور پر پرانے عہد نامے میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اس طرح پیشگوئی موجود تھی کہ ”لیکن خدا آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔“ (یسعیاہ باب نمبر ۷ آیت نمبر ۱۵) لیکن آج سے دو ہزار سال پہلے جب یہ زکی غلام ایک کنواری کے ہاں پیدا ہوا اور اس نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول اور نبی بنا کر بھیجا ہے تو اُس کی قوم یعنی اس وقت کے یہودیوں نے اُس کا یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ نعوذ باللہ تیری تو پیدائش ہی ناجائز ہے۔ اور اس طرح عہد شکنی کے مرتکب ہوگئے۔ اسی طرح ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کی بشارت بھی توریت اور انجیل میں موجود تھی۔ لیکن پھر بھی جب آپکا ظہور ہوا تو یہودیوں اور عیسائیوں کی اکثریت آپ ﷺ کا انکار کر کے جہنم میں جا پڑی۔ اسی طرح ہمارے آقا ﷺ نے بھی اپنی امت کو اپنے بعد ظاہر ہونے والے ایک غلام کی بشارت بخشی اور انہیں نصیحت فرمائی تھی کہ میرا آنیوالا غلام مسیح، مہدی اور اللہ کا نبی ہوگا۔ جب وہ آئے تو تم اس پر ایمان لے آنا۔ لیکن آپ کا وہ موعود غلام یعنی مسیح اور مہدیؑ جب ظاہر ہوا تو مسلمانوں کی اکثریت نے اس کا انکار کر دیا۔ دراصل ایسی پیشگوئیاں یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا کا مصداق ہوتی ہیں لہٰذا ایسی پیشگوئیوں کے سلسلے میں بہت احتیاط اور فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔

مختلف مذاہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر موعود مصلح کا انکار لوگوں نے اس وجہ سے کیا کیونکہ اس کی آمد یا اس کا ظہور لوگوں میں مروج خیالات یا توقعات یا عقائد کے برخلاف ہوا۔ مثلاً یہودی ہمارے نبی ﷺ کو بنی اسرائیل میں ڈھونڈتے رہے جبکہ آپ بنی اسماعیل میں ظاہر ہوئے۔ اسی طرح مسلمان یہ سمجھتے رہے اور سمجھ رہے ہیں کہ آنے والا مہدی آنحضرت ﷺ کی فاطمی صلب یعنی سادات میں سے ظاہر ہوگا اور مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا جبکہ وہ ہندوستان کے ایک دور اُفتادہ گاؤں قادیان میں مغلیہ خاندان میں سے ظاہر ہوا۔ متذکرہ بالا باتوں کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ جان بوجھ کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتا ہے۔ کہتا کچھ ہے اور کرتا کچھ ہے۔ ایسا نہیں بلکہ اس میں لوگوں کا اپنا قصور ہوتا ہے۔ وہ خود عقائد حقہ سے بھٹک کر غلط خیالات، توقعات اور عقائد کا شکار ہو جاتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے وعدوں کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

پیشگوئی غلام مسیح الزماں یا مصلح موعود

حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مسیح اور مہدی ہونے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور امتی نبی بھی تھے۔ نبی ہونے کی حیثیت میں یہ بات لازمی تھی کہ بزرگ و برتر ربّ اپنے میثاق النبیین کے مطابق آپ سے بھی کوئی پختہ عہد لیتا۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی آپکے بعد آنیوالے مصلح موعود کی بشارت بخشی ہوگی۔ حضورؑ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ رسول اور امتی نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں والا عہد یقیناً آپؑ سے بھی لیا تھا۔ آپ کو بھی آئندہ آنیوالے مصلح موعود کی بشارت عطا فرمائی اور اسکی علامتیں بھی خوب کھول کر بتائی تھیں۔ جیسا کہ درج ذیل الہامی کلام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

”میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔
اس کیساتھ فضل ہے۔ جو اسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)
جب یہ پیشگوئی حضورؑ پر الہام ہوئی تھی تو آپؑ نے اس پیشگوئی کے مصداق کو مصلح موعود کا نام دیا تھا (ثانیاً) آپؑ یہ بھی سمجھتے تھے کہ یہ ایک ہی پیشگوئی ہے (ثالثاً) آپؑ کا یہ بھی خیال تھا کہ یہ موعود زکی غلام آپکا صلبی بیٹا ہے اور اسی لیے آپؑ نے زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے (رابعاً) آپؑ یہ بھی سمجھتے تھے کہ یہ پسر موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق اور عظمت کے علاوہ دین اسلام کے غلبے کی وجہ بننے والا تھا۔ جیسا کہ آپ ''اشتہار واجب الاظہار'' میں فرماتے ہیں:۔
''اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جسکو خدائے کریم جلّشانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشاں ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔ کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے۔'' (ایضاً صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۵)
۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اس الہامی پیشگوئی کے مشتہر ہونے کے بعد پورے ہندوستان میں ایک شور پڑ گیا اور لوگ نہایت ذوق و شوق کیساتھ اس موعود پسر کی راہ دیکھنے لگے۔ اور بعض تو اس پسر موعود کو وہ مہدی خیال کرنے لگے جس کی خبر دین اسلام میں موجود ہے۔ جیسا کہ سیرت المہدی کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:۔
''بعض نے اس پسر موعود کو مہدی معہود سمجھا جس کا اسلام میں وعدہ دیا گیا تھا اور جس نے دنیا میں مبعوث ہو کر اسلام کے دشمنوں کو نا پید اور مسلمانوں کو ہر میدان میں غالب کرنا تھا۔'' (سیرت المہدی۔ مؤلف مرزا بشیر احمد۔ جلد اوّل روایت نمبر ۱۱۳۔ صفحہ ۸۷)
۷/اگست ۱۸۸۷ء کے دن حضورؑ کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپ نے اسکا نام بشیر احمد رکھا۔ اسی دن آپؑ نے ایک اشتہار بنام خوشخبری شائع فرمایا۔ آپ اس اشتہار کا آغاز اس طرح فرماتے ہیں:۔
''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶/ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷/اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۴۱)
آپؑ نے بشیر احمد کی پیدائش پر اسے مولود مسعود کا نام دے کر اس کیلئے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ دے دیا تھا لیکن رضائے الٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴/نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔ چنانچہ ۴/دسمبر ۱۸۸۸ء کو آپؑ نے مولوی نور الدینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔
''یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔ بیس ۲۰/فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔'' (مکتوب ۴/دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۰۹)

سبز اشتہار

بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد حضورؑ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار بعنوان ''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر'' شائع کیا۔ چونکہ یہ اشتہار سبز رنگ کے اوراق پر شائع کیا گیا تھا لہٰذا یہ سبز اشتہار کے نام سے موسوم اور مشہور ہو گیا۔ اس اشتہار کے حاشیہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱)''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔''(سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۳ حاشیہ۔مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

اسی سبز اشتہار میں آگے جا کر حاشیہ ہی میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۲)''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اُٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے۔بشیر ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔''(ایضاً صفحہ ۴۶۷۔ایضاً صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴)

سبز اشتہار کے حاشیہ میں مذکورہ ان دونوں اقتباسات سے جو ثابت ہوتا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

(۱) سبز اشتہار کے متذکرہ بالا پہلے حوالے میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ''خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی''۔اس ضمن میں عرض ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بلا شک وشبہ دو نشانوں کی بشارت دی گئی ہے یعنی ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام ۔لیکن عملی طور پر زکی غلام حضورؑ کا صلبی لڑکا یعنی جسمانی لڑکا ثابت نہیں ہوتا(اس کی تفصیل بعد میں آئے گی) بلکہ آپؑ کا روحانی فرزند ثابت ہوتا ہے۔ایسے ہی جیسے آپؑ بذات خود آنحضرت ﷺ کے روحانی پسر تھے۔لہٰذا حضورؑ کے کلام اور الہام میں تطبیق پیدا کرنے کی خاطر ہمارے لیے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ہم یہ یقین کریں کہ حضورؑ کی دونوں سعید لڑکوں سے مراد ایک جسمانی لڑکا اور دوسرا روحانی لڑکا تھی۔اگر کوئی احمدی ان دونوں سعید لڑکوں کو حضورؑ کے دو جسمانی لڑکے ہی مراد لینے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا ایسا کرنا دراصل حضورؑ کی صداقت کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔لیکن مجھے امید ہے کہ کوئی بھی سچا اور باغیرت احمدی ایسا کرنا تو درکنار ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

(۲) اسی حوالے میں حضورؑ نے آگے یہ جو فرمایا ہے کہ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔''الہامی پیشگوئی میں بعد کی یہ عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ ''اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔۔۔آخر تک''۔الہامی پیشگوئی کے یہ الفاظ دراصل مصلح موعود کے متعلق ہیں۔اور حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے'' لگتا ہے کہ حضورؑ کے یہ الفاظ الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد تھے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد ازاں جب یہ دوسرا بشیر پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے موقعہ پر حضورؑ نے قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ''یہی لڑکا مصلح موعود ہے''۔اگر تو حضورؑ اس دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرما دیتے کہ''قطعی طور پر یہی لڑکا مصلح موعود ہے'' تو پھر ان الفاظ کے الہامی ہونے میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی لیکن اگر دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر بذات خود مُلہم نے یہ کہا ہو کہ اس لڑکے'' کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے'' تو پھر مُلہم کے اپنے الفاظ ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' کے الفاظ الہامی نہیں تھے بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد اور قیاس تھے۔

(۳) سبز اشتہار کے حوالہ نمبر ۲ میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا''۔حضورؑ کی یہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ یہ الہامی پیشگوئی دراصل مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع ضمنی طور پر پسر متوفی کا بھی ذکر کیا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ اس پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع حضورؑ کے صلبی لڑکے کا ذکر کیوں کیا ہے؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا ہے کیونکہ وہ آئندہ زمانہ میں حضورؑ کی صلبی اولاد کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔اب جو جماعت کی موجودہ صورتِ حال ہے اس سے ہر احمدی اندازہ کر سکتا ہے کہ حضورؑ کی صلبی اولاد نہ صرف اس آزمائش میں ناکام ہو چکی ہے بلکہ نفس کے اندھے گڑھے میں اُوندھے منہ گر چکی ہے۔ان لوگوں کو اب اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرنا چاہیے تاکہ وہ ان کی پردہ پوشی کرے۔

(۴) اسی حوالے میں حضورؑ نے مصلح موعود کے بعض الہامی ناموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔مثلاً فضل محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔اگر حضورؑ نے ان الہامی ناموں میں سے کوئی الہامی نام بطور تفاؤل اپنے کسی لڑکے کا رکھا بھی ہو اور ساتھ یہ بھی فرما دیا ہو کہ''اس لڑکے کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل

اِنکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے'' تو بھی وہ لڑکا (بشیر الدین محمود احمد) محض بطور تفاؤل نام رکھے جانے سے مصلح موعود نہیں بن سکتا۔مزید برآں اگر اس (بشیر الدین محمود احمد) کی پیدائش کے بعد حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق کوئی ایسا انکشاف نہ کیا ہو بلکہ جو انکشافات کیے ہوں وہ اسکے مصلح موعود ہونے کی نفی کر رہے ہوں تو پھر وہ لڑکا خود یا احباب جماعت اُسے مصلح موعود کیسے بنا سکتے ہیں؟

(۵) اگر بالفرض حضورؑ اپنے کسی لڑکے کا تفاؤل کے طور پر نام رکھنے کے بعد اس لڑکے کے متعلق اپنی کسی تحریر میں یہ بھی فرما دیتے کہ ''یہی لڑکا مولود مسعود، موعود یا مصلح موعود ہے'' تو بھی اگر حضورؑ پر نازل ہونے والا مبشر الہامی کلام حضورؑ کے اس فرمان کی نفی کر رہا ہوتا تب بھی ہوشمندی اور عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم احمدی حضورؑ کے اجتہادی کلام کی بجائے حضورؑ کے الہامی کلام کی پیروی کرتے۔کیونکہ حضورؑ نے اپنی تحریر میں بار ہا فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ایک برابر نہیں ہوسکتا۔انسانی اجتہاد میں غلطی ہوسکتی ہے لیکن کلام الٰہی میں ہرگز نہیں۔مثال کے طور آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا۔کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔'' (آسمانی فیصلہ۔تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء۔روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

ایک اور جگہ آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

''اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اوّل۔ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے اِلّا شاذ نادر۔کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شکاوت اطوار کہتا ہے۔کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔'' (حُجّۃ اللہ۔مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

حضورؑ کے ان الفاظ سے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں اولاً۔یہ کہ انبیاءؑ سے بھی اجتہادی غلطی ہوسکتی ہے اور ثانیاً۔یہ کہ کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اسکے الہام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں ان دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکے تو ہمیں ہر حال میں نبی کے الہام کی پیروی کرنی چاہیے۔مجھے امید ہے کہ مندرجہ بالا بحث کے نتیجے میں اُن لوگوں کی (جو سبز اشتہار میں متذکرہ بالا دونوں حوالہ جات کی روشنی میں خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود بنانے کیلئے دلیل پکڑتے ہیں) بخوبی تشفی ہوگئی ہوگی۔بشیر احمد اوّل کی وفات پر مخالفوں نے طرح طرح کی بیجا باتیں کیں اور بہت کچھ مخالفت میں شور مچایا۔مخالفوں کے اس رویے سے آپؑ غم زدہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی غم گساری کیلئے آپؑ کو بشیر احمد اوّل کے مثیل کی بشارت بخشی۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْنًا صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہٗ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّی۔اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔'' (سِرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱) ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہوگیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا نکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہوگا۔سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

مزید اسکی وضاحت اس خط سے ہوجاتی ہے جو کہ آپؑ نے مولانا نورالدینؓ کے نام لکھا تھا۔اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔چنانچہ فرمایا کہ **ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا** یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یَخْلُقُ اللّٰہُ مَایَشَآءُ۔'' (مکتوب ۴ر دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ۔بحوالہ تذکرہ صفحہ ۱۳۱، چوتھا ایڈیشن)

حضورؑ کے اِن اِلہامات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ (اولاً) اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ کو پسر متوفی بشیر احمد (اوّل) کا مثیل بشیر الدین محمود احمد کی شکل میں بخش دیا تھا۔(ثانیاً) یہ ثابت ہوتا ہے کہ بشیر احمد (اوّل) تو ضرور فوت ہوگیا لیکن آپکے مثیل کیساتھ الہامی پیشگوئی کا آپ سے متعلقہ حصہ مثیل کے رنگ میں زندہ رہا۔

دوسرے بشیر یعنی بشیر ثانی کی پیدائش اور اِشتہار تکمیل تبلیغ

اب جب یہ دوسرا بشیر یا بشیر ثانی یعنی مثیل بشیر احمد اوّل پیدا ہوا تو ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کے دن حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار بعنوان ''تکمیل تبلیغ'' شائع کیا۔آپؑ اس اشتہار کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:۔

''آج ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹ر جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے **جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر**

اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)

اب حضورؑ کے ان الفاظ سے قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ سبز اشتہار میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا تھا کہ'' اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' الہامی نہیں تھی بلکہ آپؑ کا محض اجتہاد تھا۔ اگر یہ الفاظ الہامی ہوتے تو حضورؑ مثیل بشیر احمد اوّل کی پیدائش پر فرماتے کہ ''قطعی طور پر یہ لڑکا مولود مسعود یا مصلح موعود ہے''۔ لیکن حضورؑ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ ''ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے''۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ اس کا ''نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔'' میرا یہ چیلنج ہے کہ حضورؑ نے اسکے بعد بشیر الدین محمود کے متعلق کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ لڑکا مولود یا مصلح موعود ہے۔ اور اگر کوئی ایسا ثابت کردے تو میں اُسے منہ مانگی انعامی رقم دینے کو تیار ہوں۔ اگر کوئی ہے تو وہ میدان میں آئے۔

نظام جماعت کے مولویوں کی عجیب جعلسازی

نظام جماعت کی نگرانی میں جو تذکرہ شائع کیا گیا اس میں کسی مراعات یافتہ مرتب صاحب نے افرادِ جماعت کو عجیب دھوکہ دیا ہے۔ وہ تذکرہ میں سبز اشتہار کے یہ دونوں حوالے جو کہ میں پیچھے درج کر آیا ہوں نقل کر کے نیچے حاشیہ میں پہلے اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' کی حاشیہ والی عبارت درج کرتا ہے کہ'' خدائے عزّوجل نے جیسا کہ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء و اشتہار دسمبر ۱۸۸۸ء (سبز اشتہار۔ ناقل) میں درج ہے اپنے لطف وکرم سے وعدہ دیا تھا کہ بشیر اوّل کی وفات کے بعد ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہوگا۔ اور اس عاجز کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ وہ قادر ہے جس طور سے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ سوآج ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء میں بمطابق ۹؍ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالےٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔ مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق مجھ سے معاملہ کریگا۔ اور اگر ابھی اس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دوسرے وقت میں وہ ظہور پذیر ہوگا۔ اور اگر مدت مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزوجل اس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پورا نہ کرلے۔ مجھے ایک خواب میں اس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا ؎

اے فخرِ رُسل قرب تو معلومم شد — دیر آمدۂ زِ راہِ دور آمدۂ

پس اگر حضرت باری جل شانہ کے ارادہ میں دیر سے مراد اسی قدر دیر ہے جو اس پسر کے پیدا ہونے میں جس کا نام بطور تفاؤل بشیر الدین محمود رکھا گیا ہے ظہور میں آئی تو تعجب نہیں کہ یہی لڑکا موعود لڑکا ہو۔ ورنہ وہ بفضلہٖ تعالےٰ دوسرے وقت پر آئے گا۔''

نوٹ۔ میں نے عمداً اختصار کی بجائے تذکرہ میں درج کردہ پوری تحریر نقل کی ہے تا کسی کے ذہن میں یہ خیال نہ گزرے کہ شاید چھوڑی گئی تحریر سے کچھ اور ثابت ہوتا ہو۔ اور پھر اس پر مرتب صاحب یوں تبصرہ کرتے ہیں:۔

''اس اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو ہی قرار دیا اور تفاؤل کے طور پر نام بھی بشیر الدین محمود رکھا مگر کامل انکشاف کے بعد صحیح اطلاع دینے کا وعدہ فرمایا۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ۔ ایڈیشن چہارم)

میں یہاں وضاحت کرتا ہوں کہ مرتب تذکرہ صاحب کے ان الفاظ میں ہی تضاد ہے۔ اسکے یہ دونوں دعاوی ایک دوسرے کے نقیض ہیں۔ وہ اس طرح کہ اگر خلیفہ ثانی کی پیدائش کے موقعہ پر حضورؑ نے انہیں مصلح موعود قرار دے دیا تھا تو پھر آپؑ کو یہ نہیں فرمانا چاہیے تھا کہ ''اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی۔'' اور اگر آپؑ نے یہ فرمایا ہے کہ'' اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائیگی۔'' تو اس کا صاف مطلب ہے کہ آپؑ نے دوسرے بشیر یعنی خلیفہ ثانی صاحب کو مصلح موعود قرار نہیں دیا تھا بلکہ محض تفاؤل کے طور پر نام رکھا تھا وبس۔ اب دیکھتے ہیں کہ مرتب تذکرہ صاحب اس جھوٹ کو سچ بنانے کی خاطر مزید کیا کیا جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:۔

''سو حضور علیہ السلام ایفائے عہد فرماتے ہیں اور اس امر کے متعلق مختلف کتب میں اطلاع دیتے ہیں۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ۔ ایڈیشن چہارم)

اپنی اس تحریر میں مرتب تذکرہ صاحب فرما رہے ہیں کہ حضورؑ نے اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' کے بعد اپنی دیگر کتب میں بشیر الدین محمود احمد کے مصلح موعود ہونے کے متعلق کامل انکشاف کا ایفائے عہد فرمایا ہے اور اس مقصد کیلئے وہ حضورؑ کی مختلف کتب سے درج ذیل تین حوالے نقل کرتے ہیں۔ ان حوالوں کی پڑتال سے پہلے آئیں چند اصولی باتیں طے کر لیتے ہیں۔

چند اصولی باتیں

وہ اس طرح کہ (اولاً) اگر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرماتے ہیں کہ یہ لڑکا ''مولود مسعود'' ہے تو ہمیں یقین کرنا پڑے گا کہ حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ دے دیا ہے لیکن اُسے ''مصلح موعود'' قرار نہیں دیا۔ (ثانیاً) اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرمایا ہو کہ یہ وہ لڑکا ہے ''اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔'' تب بھی ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے کہ آپؑ نے اس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ فرما دیا ہے کیونکہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔ (ثالثاً) اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر اُسکے متعلق یہ فرمایا ہو کہ یہ لڑکا تین کو چار کرنیوالا ہے۔ تو بھی ہم یہ سمجھیں گے کہ حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ فرمایا ہے کیونکہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ''تین کو چار کرنیوالا'' ہوگا۔ (رابعاً) لیکن اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر یہ تینوں اشارے فرما دیئے ہوں تو ہم یہ یقین کر لینے میں قطعی طور پر حق بجانب ہونگے کہ آپؑ نے اس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا ہے۔ اب ذیل میں مرتب تذکرہ صاحب کے تینوں حوالوں کی جانچ پڑتال کرتے ہیں جن میں بقول مرتب صاحب حضورؑ نے مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کا واضح انکشاف فرمایا ہے۔ پہلا حوالہ یہ ہے:۔

(الف) ''محمود جو بڑا لڑکا ہے اسکی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی مع محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے لڑکے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۹ بحوالہ ضمیمہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ ایڈیشن چہارم)

سبز اشتہار میں حضورؑ نے ایک لڑکے کے متعلق ایک پیشگوئی کا ذکر فرما کر کہا تھا ''کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جسکا دوسرا نام محمود بھی ہوگا''۔ سو یاد رہے کہ نہ حضورؑ نے اس لڑکے محمود کی پیدائش کے موقعہ پر اسے مصلح موعود قرار دیا تھا اور نہ ہی اس پیش کردہ حوالے میں اُسے مصلح موعود قرار دیا ہے۔ صرف ایک لڑکے کے متعلق اپنی ایک سابقہ پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے و بس۔ میں یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب اور ضروری سمجھتا ہوں کہ حضورؑ کا ہر لڑکا آپکی پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا تھا اور حضورؑ نے اپنے ان لڑکوں کی پیدائش کا نشان کے طور پر اپنی کئی کتابوں میں ذکر فرمایا ہے۔ محمود کے متعلق جو ماضی میں ایک پیشگوئی کی گئی تھی متذکرہ بالا حوالہ میں اسی پیشگوئی کے مطابق محمود کے پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ اس حوالہ میں حضورؑ نے محمود کے متعلق نہ تو ''مولود مسعود'' ہونے کا کوئی اشارہ دیا ہے اور نہ ہی اُسکے متعلق یہ اشارہ کیا ہے کہ ''اِسکی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی''۔ اور نہ ہی اِسکے متعلق ''تین کو چار کرنیوالے'' کا اشارہ کیا ہے۔ یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ مرتب تذکرہ صاحب نے نظام جماعت کے مؤقف کے مطابق حضورؑ کا یہ حوالہ مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کے کامل انکشاف کے ایفائے عہد کے طور پر پیش کیا ہے جبکہ اس حوالہ میں حضورؑ نے مرزا محمود کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کوئی ایک اِشارہ تک بھی نہیں کیا۔

ہم احمدی بہت سادہ واقع ہوئے ہیں۔ ہم نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی کسی کتاب کو کبھی پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نظام جماعت اور اسکے مولوی حضورؑ کے نمائندے ہیں۔ لہٰذا یہ نمائندے جو فرما رہے ہیں سچ ہی ہوگا۔ جب کہ امر واقع یہ ہے کہ حضورؑ کی جماعت کے یہ محافظ ہی مہذب ڈاکو بن چکے ہیں۔ یہ اس جماعت کے نمائندے نہیں جس کی حضورؑ نے غلبہ اسلام کیلئے تخم ریزی فرمائی تھی بلکہ یہ اپنے اپنے مفادات کے علاوہ اُس نظام کے نمائندے ہیں جو کہ صرف مرزا محمود احمد کے خاندانی مفادات کے تحفظ اور تسلسل کیلئے بنایا گیا ہے۔ خاکسار مزید وضاحت اور تسلی کیلئے اور اِس جھوٹ کے مکمل طشت از بام کرنے کیلئے یہی حوالہ ذیل میں اِسکے سیاق و سباق کے ساتھ درج کر رہا ہے۔ اس سے یہ مضمون ذرا طویل تو ہو جائے گا لیکن ایک متلاشی حق کیلئے نظام جماعت کے اس فریب کو سمجھنے میں کوئی اِشتباہ نہیں رہے گا۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۶ء (نوٹ۔ کتابت کی غلطی کی وجہ سے ۱۸۸۶ء کی بجائے ۱۸۹۶ء لکھا گیا ہے۔ ناقل) میں شائع ہوا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اُس وقت اِن تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کیے ہیں جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کیسا بزرگ نشان ہے۔ کیا انسان کے اختیار میں ہے کہ اوّل اِفتراء کے طور پر تین یا چار لڑکوں کی خبر دے اور پھر وہ پیدا بھی ہو جائیں۔

پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں۔ ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اسکے آنے کی خبر دی گئی ہے چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا (صرف لڑکا نہ کہ مصلح موعود۔ ناقل) ہے اسکی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا۔ جو رسالہ کی طرح کئی ورقوں کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے۔ اور بشیر جو درمیانی لڑکا ہے اسکی خبر ایک سفید اشتہار میں موجود ہے جو سبز اشتہار کے تین سال بعد شائع کیا گیا تھا اور شریف جو سب سے چھوٹا لڑکا ہے اسکے تولّد کی نسبت پیشگوئی ضیاء الحق اور انوار الاسلام میں موجود ہے اب دیکھو کہ کیا یہ خدائے عالم الغیب کا نشان نہیں ہے کہ ہر ایک بشارت کے وقت میں قبل از وقت وہ بشارت دیتا رہا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۲۹۸ تا ۲۹۹)

اب اس حوالے میں یا اسکے سیاق وسباق میں حضورؑ نے مرزا محمود کو کہاں مصلح موعود قرار دیا ہے۔مصلح موعود قرار دینا تو درکنار حضورؑ نے تو اِسکے متعلق مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا بلکہ اگر خبر دی ہے تو ''تین کو چار کرنیوالے'' جو کہ مصلح موعود ہے کے انتظار کی خبر دی ہے۔قاری کے آگے سب کچھ حاضر ہے وہ خود فیصلہ کر لے۔

مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کے کامل انکشاف کے ایفائے عہد کیلئے مرتب تذکرہ صاحب نے حضورؑ کا جو دوسرا حوالہ دیا ہے۔وہ درج ذیل ہے:۔

(ب)''پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اسکا نام محمود رکھا جائے گا۔اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کیے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی معیاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔(روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶ بحوالہ سراجِ منیر صفحہ ۳۱ مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔)''(تذکرہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ۔ایڈیشن چہارم)

سیاق وسباق کے لحاظ سے اس حوالے سے پہلے حضورؑ نے سید احمد خان کے متعلق ایک پیشگوئی تحریر فرمائی ہوئی ہے جبکہ اس حوالے کے بعد شریف احمد کی پیدائش کے متعلق اپنی ایک سابقہ پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے۔ان کا لکھنا اگرچہ موجب طوالت ہے لیکن پھر بھی بغرضِ اطمینان لکھتا ہوں:۔

''چوتھی پیشگوئی سید احمد خان کے سی ایس آئی کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اشتہار یکم فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی کہ ان کو کوئی سخت صدمہ پہنچنے والا ہے۔اب سید احمد خان صاحب کو پوچھنا چاہیے کہ اس پیشگوئی کے بعد آپکو کوئی ایسا سخت صدمہ پہنچا ہے یا نہیں جو معمولی ہم وغم نہ ہو بلکہ وہ اَمر ہو جو جان کو زیروزبر کرنیوالا ہو۔

پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے (صرف لڑکے نہ کہ مصلح موعود۔ناقل) محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔اور اس پیشگوئی کی اشاعت کیلئے سبز ورق کے اشتہار شائع کیے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی معیاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔چھٹی پیشگوئی۔شریف احمد کے بارے میں جو میرا تیسرا لڑکا ہے کی گئی تھی۔اور رسالہ نور الحق میں پیش از وقت خوب شائع ہوگئی تھی۔چنانچہ اسکے موافق لڑکا پیدا ہوا۔جو اب خدا کے فضل سے چند روز تک دوسرے سال کو ختم کرنیوالا ہے۔''(روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶ بحوالہ سراجِ منیر مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

اس حوالے میں بھی بمع سیاق وسباق حضورؑ نے محمود کے متعلق کہاں یہ فرمایا ہے کہ وہ مصلح موعود ہے یا اسکے متعلق مصلح موعود ہونے کا کوئی ایک اشارہ بھی کیا ہو۔قاری خود دیکھ لے۔

مرزا محمود احمد صاحب کے مصلح موعود ہونے کے کامل انکشاف کے ایفائے عہد کیلئے مرتب تذکرہ صاحب نے حضورؑ کا جو تیسرا حوالہ دیا ہے۔وہ بھی درج ذیل ہے:۔

(ج)''محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے۔اسکے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا۔۔۔۔۔پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔۔۔۔تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ / جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ / جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹ بحوالہ تریاق القلوب صفحہ ۴۲)''(تذکرہ صفحہ ۱۳۳ حاشیہ۔ایڈیشن چہارم)

اب اس حوالہ میں بھی مرزا محمود کے متعلق اسکے مصلح موعود ہونے کا کوئی ایک اشارہ تک بھی موجود نہیں ہے۔یہ حوالہ بھی ذیل میں سیاق وسباق کیساتھ لکھ رہا ہوں۔

''اور ان چاروں لڑکوں کے پیدا ہونے کی نسبت پیشگوئی کی تاریخ اور پھر پیدا ہونے کے وقت پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ محمود جو میرا بڑا بیٹا (صرف بیٹا نہ کہ پسر موعود۔ناقل) ہے۔اسکے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں اور نیز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونیوالے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہونگے۔اور ایسا ہی دہم جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہونگے۔پھر جب کہ اس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی۔اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بیخبر ہو۔تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ۱۲ / جنوری ۱۸۸۹ء کو مطابق ۹ / جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔اور اسکے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔جس کے عنوان پر تکمیل تبلیغ موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔اور اسکے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے ؎

اے فخرِ رُسل قرب تو معلومم شد ؎ دیر آمدۂ زراہِ دور آمدۂ ''(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹ بحوالہ تریاق القلوب صفحہ ۴۲)

اب میں اپنے قاری سے پوچھتا ہوں کہ مندرجہ بالا حوالہ کے سیاق وسباق میں بھی حضورؑ نے کیا کوئی ایسا اشارہ دیا ہے جس سے مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کا کوئی عندیہ ملتا ہو۔ہرگز نہیں۔لیکن تذکرہ کے مرتب صاحب نے تقویٰ کی بجائے محمود اور اسکے ہمنواؤں کو خوش کرنے اور ساتھ ہی اپنے دنیوی مفادات کے تحفظ اور اِنکے سرسبز کرنے کیلئے سبز اشتہار کا

حوالہ دے کر وہ مؤقف اختیار کیا جس کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ایسے ہی دجل کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''اور تجھے معلوم ہو کہ ظلم کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شئے اپنے موقعہ سے اُٹھا کر عمداً غیر محل پر رکھی جائے۔تا راہ چھپ جائے۔اور اِستفادہ کا طریق بند ہو جاوے۔اور چلنے والوں پر بات ملتبس ہو جاوے۔پس ظالم اسکو کہیں گے جو محرفوں کا کام کرے اور خیانت پیشہ لوگوں کی طرح عبارتوں کو بدلا دے اور جرأت کر کے کم کی جگہ زیادہ کرے اور زیادہ کی جگہ کم کر دیوے۔کیا کیفیت کی رو سے اور کیا کیمیت کی رو سے اور محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے کلموں کو ایک معنی سے دوسرے معنوں کی طرف لے جاوے۔حالانکہ اسکے فعل کیلئے کوئی قرینہ مددگار نہ ہو۔اور پھر اس بناء پر دھوکہ دینے والوں کی طرح لوگوں کو اپنی مفتریات کی طرف بلانا شروع کرے اور دجالیت کے معنی بجز اسکے کچھ نہیں۔پس جو شخص فکر کر سکتا ہے اس میں فکر کرے۔''(نورالحق حصہ اوّل۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۷۹)

مورخہ ۴؍فروری ۲۰۰۷ء کو دورانِ گفتگو ساجد نسیم صاحب! مربی ہمبرگ و مبشر احمد بٹ مربی کیل نے مرزا محمود کو مصلح موعود ثابت کرنے کے لیے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی کتب ''سراج منیر۔مطبوعہ ۱۸۹۷ء''اور''حقیقۃ الوحی۔تصنیف ۱۹۰۷ء''سے دو حوالے پیش کیے تھے لیکن ان دونوں حوالوں میں بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے مرزا محمود کے مصلح موعود ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں کیا ہے۔جیسا کہ خاکسار پہلے بھی ذکر کر چکا ہے کہ چونکہ حضورؑ کے سارے لڑکے پیشگوئیوں کے مطابق پیدا ہوئے تھے لہٰذا آپؑ نے اپنی سچائی کے ثبوت کے طور پر ان لڑکوں کی پیدائش سے متعلق پیشگوئیوں کو اپنی کتب میں بار بار بیان فرمایا ہے۔حضورؑ نے اپنی متذکرہ بالا کتب میں بھی انہی پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا ہے۔لیکن لڑکوں کی پیدائش سے متعلق ان پیشگوئیوں کو بیان کرتے وقت حضورؑ نے کسی ایک جگہ بھی مرزا محمود کے متعلق اس کے مصلح موعود ہونے کا اِشارہ تک بھی نہیں کیا چہ جائیکہ کامل انکشاف کیا ہو۔سراج منیر کے حوالے کا تفصیلی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔اب ذیل میں''حقیقۃ الوحی''کا حوالہ درج کرتا ہوں:۔

''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور انکے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار ان کو کہا گیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے۔پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا۔تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے (صرف لڑکے نہ کہ مصلح موعود۔ناقل) کی مجھے بشارت دی۔چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا۔جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔''(روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحات ۳۷۳ تا ۳۷۴ بحوالہ حقیقۃ الوحی)

اب خاکسار اپنے قاری سے پوچھتا ہے کہ حضورؑ نے اپنے ان حوالوں میں مرزا محمود کو کہاں مصلح موعود قرار دیا ہے؟محمود نامی ایک لڑکے کی پیدائش سے متعلق ایک پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے اور بس۔اپنے دیگر لڑکوں کی پیدائش سے متعلق پیشگوئیوں کا ایسا ہی ذکر اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۷ پر بھی ہو چکا ہے اور کسی جگہ پر بھی حضورؑ نے محمود احمد،بشیر احمد اور شریف احمد میں سے کسی ایک کے متعلق بھی اسکے مصلح موعود ہونے کا ہلکا سا اشارہ تک نہیں کیا ہے۔جہاں تک سبز اشتہار کا تعلق ہے تو اس کا تفصیلی ذکر پہلے ہو چکا ہے لہٰذا اِعادہ کی ضرورت نہیں۔

ترے مکروں سے اے جاہل! مرا نقصاں نہیں ہرگز ۔ کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

۱۸۹۷ء تک بھی مصلح موعود کا کوئی تعین نہیں تھا

ستمبر ۱۸۹۴ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

''یہ سچ ہے کہ ۸؍اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علیٰ الکاذبین۔''(روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ بحوالہ انوار الاسلام مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

حضورؑ کے اس رسالے انوار الاسلام کی تاریخ تصنیف و اشاعت ۱۸۹۵ء ہے۔اس وقت حضورؑ کے دو لڑکے زندہ موجود تھے یعنی بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد۔لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ حضورؑ کا یہ حوالہ اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۵ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق مولود موعود یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔اگر موجود لڑکوں میں سے کسی کو آپ نے''مولود موعود''قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اِس کا ذکر فرماتے۔اسی طرح مئی ۱۸۹۷ء میں حضورؑ اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ حجۃ اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا اِلٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔اگر ہے تو

لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸ بحوالہ حُجۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

حضورؑ کا یہ حوالہ بھی اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ’’مولود موعود‘‘ یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جبکہ اس وقت آپکے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ اب تک جو بحث ہوئی ہے اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ نہ سبز اشتہار میں، نہ اشتہار تکمیل تبلیغ میں اور نہ ہی بعد ازاں اپنی وفات تک کسی کتاب یا اشتہار میں نہ صرف کہ حضورؑ نے بشیر الدین محمود کو مصلح موعود قرار نہیں دیا بلکہ اسکے متعلق مصلح موعود یعنی زکی غلام ہونے کا کوئی اِشارہ تک بھی نہیں دیا۔ ہاں حضورؑ کو جو وجیہہ اور پاک لڑکے کی بشارت ہوئی تھی اور اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ بھی فرما دیا تھا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ اس بشارت کا مصداق اولاً۔ بشیر احمد اوّل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخفی حکمت کی خاطر اِسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اِسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔ ان الہامات کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ پھر بشیر احمد اوّل کے بدلے یا اِسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اس کا نام حضورؑ کو بشیر اور محمود بتایا گیا تھا۔ لہٰذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اسکا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ خلیفہ ثانی صاحب کا الہامی طور پر بشیر احمد اوّل کا مثیل ہونا تو مُسلّم ہے لیکن مصلح موعود ہونا نہیں۔

مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

جیسا کہ خاکسار پہلے ایک حوالہ پیش کر چکا ہے کہ حضورؑ تو ابتداء سے ہی اپنے ’’تین کو چار کرنیوالے‘‘ لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپؑ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق پسر موعود یعنی مصلح موعود تھا۔ جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے بھی ہوتی ہے۔ کتاب انجام آتھم میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’وانّ اللّٰہ بشّر نی فی ابنائی بشارۃً بعد بشارۃٍ حتّٰی بلّغ عددھم الیٰ ثلٰثۃٍ۔ وانباء نی بھم قبل وجودھم بالالھام۔ فاشعتُ ھذہ الانباء قبل ظھورھا فی الخواص والعوام۔ وانتم تتلون تلک الاشتھارات۔ ثم تمرون بھا غافلین من التعصّبات۔ وبشّرنی ربّی برابعٍ رَحمۃ۔ وقال انّہ یجعل الثلاثۃ اربعۃ۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۱۸۲ بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔ اور اِنکے وجود سے پہلے الہام کیساتھ اِنکی خوشخبری دی۔ سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص و عام میں شائع کیا۔ اور تم اِن اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پروا نہیں کرتے اور میرے ربّ نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا‘‘۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے اِنکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر کامل انکشاف فرما دیا اور بذریعہ الہام آپؑ کو بتا دیا کہ تین کو چار کرنیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہو سکتا۔ اور یہ آئندہ پیدا ہونیوالا اور تین کو چار کرنیوالا وہی لڑکا تھا جس کی بشارت ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔ اور پھر حتیٰ کہ ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء کا وہ دن آ گیا جب آپؑ کا یہ چوتھا لڑکا آپکے ہاں پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ میں ’’چند اصولی باتیں‘‘ کے زیر عنوان پہلے یہ ذکر کر چکا ہوں کہ اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کے متعلق ’’مولود مسعود‘‘ یا ’’اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی‘‘ یا ’’تین کو چار کرنیوالا‘‘ میں سے کسی ایک امر کا بھی اظہار فرمایا ہوتو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپؑ نے اُس لڑکے کے متعلق مصلح موعود ہونے کا ایک واضح اشارہ تو فرمایا لیکن اُسے مصلح موعود قرار نہیں دیا۔ لیکن اگر حضورؑ نے اپنے کسی لڑکے کی پیدائش کے موقعہ پر یہ تینوں اشارے فرما دیئے ہوں تو پھر ہم یہ یقین کر لینے میں قطعی طور پر حق بجانب ہونگے کہ آپؑ نے اس لڑکے کے متعلق ’’مصلح موعود‘‘ ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا ہے۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے اس چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے موقعہ پر کیا فرمایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ’’اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔‘‘ (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱ بحوالہ تریاق القلوب۔ تصنیف۔ ۱۹۰۰ء۔)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۲) ’’دیکھو ایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ ایک اور الہام ہے جو ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔ اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟‘‘ (ایضاً صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہو گیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ’’تریاق القلوب‘‘ میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(۱۱۱)’’سوخدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبّہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو۱۴؍جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴؍صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کر دیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہو گیا۔‘‘(ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:۔

’’سو صاحبو وہ دن آ گیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہو گیا۔عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔یہ خود چوتھا تھا۔(ایضاً صفحہ ۲۲۳)

حضرت مسیح موعودؑ کے ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو’’مولود مسعود‘‘اور’’اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی‘‘اور’’تین کو چار کرنے والا‘‘ فرما کر واضح رنگ میں اِسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔اب احباب جماعت سے سوال ہے کہ حضورؑ کی اس وضاحت کے بعد’’سبز اشتہار‘‘،اشتہار’’تکمیل تبلیغ‘‘اور مرتب تذکرہ صاحب کے’’ایفائے عہد کے دیگر حوالہ جات‘‘کہاں گئے؟ ؎

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ۔ دل میں آتا ہے مرے سو سو اُبال

آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے ۔ کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے

اب ہم اس تحقیق کے بعد کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بالآخر اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا تھا،یہ معلوم کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں کہ بعد ازاں اس’’تین کو چار کرنیوالے‘‘لڑکے کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہوئی؟ اوائل ستمبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک منذر خواب دیکھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

ستمبر ۱۹۰۷ء:۔’’خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہو گیا۔بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

بعد ازاں ۱۶؍ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن مبارک احمد فوت ہو گئے۔لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسی دن یعنی ۱۶؍ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن اللہ تعالیٰ نے پھر حضورؑ کو ایک حلیم غلام کی بشارت دیدی۔اب حلیم ہونا تو مصلح موعود کی ایک علامت ہے لہٰذا یہ حلیم غلام پسر موعود یعنی مصلح موعود ہی تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

’’اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے اس حلیم غلام کو مبارک احمد کا مثیل قرار دے دیا۔اور اس طرح یہ پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے منتقل ہو کر آگے اُسکے مثیل کی طرف چلی گئی۔جیسا کہ حضورؑ اپنے اشتہار ۵؍نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں:۔

’’لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ۔ترجمہ۔یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہو گا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہو گا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔اسلئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۸۷)

اب پھر سبز اشتہار اور اشتہار تکمیل تبلیغ کہاں گئے؟ کیونکہ پیشگوئی مصلح موعود تو مبارک احمد سے بھی آگے اسکے مثیل کی طرف چلی گئی ہے۔مبارک احمد کی وفات کے بعد حضورؑ کے گھر میں مثیل مبارک احمد کے طور پر کوئی جسمانی لڑکا پیدا نہیں ہوا تھا(اگر آپ لوگوں کے علم میں ہو تو مجھے اور جماعت کو اِس حقیقت سے مطلع کریں۔شکریہ)اور اس طرح یہ الہامی پیشگوئی آپؑ کے جسمانی لڑکوں سے نکل کر آپ کی ذریت یعنی آپ کی روحانی اولاد کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔زکی غلام یعنی پسر موعود اور مصلح موعود سے متعلق آخری الہامی بشارت کب ہوئی؟

زکی غلام سے متعلق آخری الہامی بشارت

۶،۷؍نومبر ۱۹۰۷ء:۔’’سَاَهَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُهٗ یَحْیٰی۔اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ۔۔۔۔۔آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔‘‘(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰،۱۰؍نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔۔عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

۲۰رفروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی الہامی بشارت ''زکی غلام'' کے الفاظ میں نازل ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ٦،٧رنومبر ۱۹۰٧ء کے دن آخری بار پھر انہیں الفاظ میں الہامی بشارت دیکر نہ صرف اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مصلح موعود ٦،٧نومبر ۱۹۰٧ء کے بعد پیدا ہوگا بلکہ اس بات کا بھی فیصلہ فرما دیا کہ حضورؑ کے جسمانی لڑکے اس الہامی بشارت سے باہر نکل گئے ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی آخری الہامی بشارت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ'' آمدنِ عید مبارک بادت''یعنی عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو''۔کسی روحانی مصلح کی بعثت اہل دنیا کیلئے عید کی قائم مقام ہوتی ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی اس نکتہ کی وضاحت اپنی مختلف کتب میں فرمائی ہے۔اس الہام کے آخر میں جو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ''عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو''اِسکا کیا مطلب ہے؟ مصلح موعود سے متعلق اس آخری الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے اے میرے مہدی و مسیح:۔جب تیرا یہ موعود زکی غلام،جب تیرا یہ پسر موعود دنیا میں آئے گا تو کچھ لوگ ایسے حالات پیدا کر چکے ہوں گے کہ جس کے نتیجہ میں تیری جماعت کے لوگ اس روحانی عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔آج حضورؑ کی جماعت میں آپ ایسے مصلحین،مبلغین اور ناصحین نے اپنے''ناخنِ تدبیر'' سے کیا سچ مچ ایسے حالات پیدا نہیں کر دیئے کہ عید کا آنا بجائے مبارک کے نا مبارک ثابت کیا جا رہا ہے؟ آخر گھر گھر اور بندے بندے کا تعاقب چہ معنی دارد؟ عید کا چاند نکل آنے کے باوجود بھی اُسکے مبارک منظر کو (اپنے تئیں) دھندلانے اور گہنانے والی مکروہ کوششوں کو باقاعدہ'' کارِثواب'' کا نام دیا گیا ہے۔یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ چاند پر تھوکنے کی کوششیں کبھی بار آور ثابت نہیں ہوتیں بلکہ اس سے اِنسان خود جگ ہنسائی اور ایک مضحکہ خیز صورتحال میں گھر کر رہ جاتا ہے۔کیا آج موعود زکی غلام کے متعلق حضورؑ کا یہ الہام''عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔''لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہو رہا ہے؟؟؟

نو سالہ معیاد کا جماعتی پروپیگنڈا

اشتہار ۲۲رمارچ ۱۸۸٦ء میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا''۔۲۰رفروری ۱۸۸٦ء سے ۲۰رفروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔اب نظام جماعت کے مربیان حضورؑ کے ان الفاظ پر بڑی شدت سے پنجہ مارتے ہوئے دلیل دیتے ہیں کہ نو سال کے اس عرصہ میں اس لڑکا نے ضرور پیدا ہونا تھا۔چونکہ وہ لڑکا (جسے حضورؑ اجتہادی طور پر اپنا پسر موعود سمجھتے رہے) مرزا بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں نو سال کے اندر ۱۲رجنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو گیا تھا لہٰذا وہی موعود غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کا مصداق تھا۔اس ضمن میں چند تحفظات درج ذیل ہیں۔

(اولاً) یہ کہ حضورؑ کے الفاظ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہو گا۔''الہامی نہیں بلکہ اجتہادی ہیں۔بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰رفروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ لڑکا لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔

(ثانیاً) یہ کہ اگر حضورؑ کے متذکرہ بالا الفاظ الہامی ہیں اور وہ موعود زکی غلام،بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں پیدا ہو چکا تھا تو پھر آپ یعنی بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش کے بعد اس زکی غلام کی بشارت کیوں ہوتی رہی؟

(ثالثاً) اگر یہ مدت الہامی تھی تو نو (۹) سال کے عرصہ (یعنی ۲۰رفروری ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارت کیوں جاری رہی؟

(رابعاً) اگر یہ مدت الہامی تھی تو پھر نو سال کے عرصہ (یعنی ۲۰رفروری ۱۸۹۵ء) کے بعد ۱۴رجون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہونے والے چوتھے لڑے مبارک احمد کو حضورؑ نے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کیوں قرار دیا تھا؟

(خامساً) مزید یہ کہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع یعنی ۱۴رجون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارات (انہی علامات اور صفات کیساتھ جو کہ ۲۰رفروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) کیوں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات تک آپؑ پر نازل ہوتی رہیں؟ سنت اللہ کے مطابق بشارت تو پیدا ہونیوالے کی ہوا کرتی ہے لہٰذا اس طرح قطعی طور پر یہ تین باتیں ثابت ہو گئیں کہ اولاً۔حضورؑ کا یہ خیال کہ وہ موعود زکی غلام نو برس کے اندر پیدا ہو جائے گا آپکا اجتہادی خیال تھا۔ ثانیاً۔یہ کہ حضورؑ کے جسمانی لڑکے اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی سے باہر ہو گئے اور یہ پیشگوئی آپکی روحانی اولاد یعنی جماعت کی طرف منتقل ہو گئی۔ثالثاً۔اللہ تعالیٰ نے اس پسر موعود یعنی روحانی فرزند (مصلح موعود) کی پیدائش ٦،٧رنومبر ۱۹۰٧ء کے بعد ہونا قرار دی ہے۔اب نو (۹) سالہ معیاد کہاں گئی؟؟؟

مصلح موعود کا حضورؑ کی صلب سے پیدا ہونے کا ڈھنڈورا

نظامی یا قادیانی مولویوں کی ایک اور دھوکہ دہی یہ ہے کہ وہ یہ واویلا کرتے ہیں کہ ''مصلح موعود'' کا ظہور حضورؑ کی صلب میں سے ہونا ہے۔ یہ ایسی ہی غلطی ہے جس طرح امت محمدیہ میں کچھ لوگ آج تک اس غلط موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ مہدی معہود کا ظہور سادات میں سے ہوگا۔ حالانکہ وہ ایک صدی قبل مغلیہ قوم میں پیدا بھی ہو چکے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا ہے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸٦ء کی الہامی پیشگوئی زکی غلام یعنی پسر موعود (مصلح موعود) کی پیشگوئی ہے۔ اسی پیشگوئی میں بطور فرع ایک وجیہہ اور پاک لڑکے کی پیشگوئی بھی موجود ہے۔ اور اس طرح یہ مفصل پیشگوئی دراصل دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ حضورؑ کا یہ حوالہ پہلے بھی دیا جا چکا ہے کہ:۔ ''میں ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ بحوالہ مکتوب ۴ ردسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

اس پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے لڑکے کے متعلق تو یہ فرمایا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا'' یہ وضاحت فرما دی ہے کہ وہ لڑکا تیری ہی صلب میں سے ہوگا لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی الہام میں ایسی کوئی وضاحت نہیں فرمائی ہے۔ زکی غلام کی بشارت ۲۰ رفروری ۱۸۸٦ء سے شروع ہو کر ٦، ۷ رنومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتی ہے۔ جبکہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کا سلسلہ ۱۴ رجون ۱۸۹۹ء یعنی مبارک احمد کی پیدائش کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حضورؑ کے جسمانی لڑکے تو زکی غلام یعنی مصلح موعود کی الہامی بشارت سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ٦، ۷ رنومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونے والا کوئی بھی وجود خواہ وہ حضورؑ کی صلب میں سے ہو یا آپکی ذریت یعنی پیروکاروں میں سے ہو وہ سنت اللہ کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ٦، ۷ رنومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونے والا کوئی بھی وجود خواہ وہ حضورؑ کی صلب میں سے ہو یا آپکی ذریت میں سے ہو وہ وعدہ الٰہی اور سنت الٰہی کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی الہام میں حضورؑ کی وفات تک آپؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ زکی غلام کو آپکی صلب ہی میں سے پیدا فرمائیگا۔ حضورؑ کی صلبی اولاد نے افراد جماعت کو مصلح موعود کے حضورؑ کی صلب سے پیدا ہونے کا محض چکمہ دیا ہوا ہے اور اسکا حقیقت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اگر نظامی یا قادیانی علماء یا ساجد نسیم تذکرہ سے کوئی ایسا الہام نکال کر دکھا دیں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ فرمایا ہو کہ ''وہ زکی غلام تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا'' تو خاکسار نہ صرف اپنا دعویٰ غلام مسیح الزماں واپس لے لیگا بلکہ انہیں منہ مانگا انعام بھی دے گا۔ کیا کوئی ہے جو میدان میں آئے؟ لیکن اگر آپ کوئی ایسا الہام دکھا نہ سکیں تو پھر میں حضرت مہدی و مسیح موعود کی سنت کے مطابق ساجد نسیم مربی ہمبرگ اور مبشر احمد بٹ مربی کیل دونوں سے کہتا ہوں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین بعد اسکے میری افراد جماعت سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا الہامی وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ مصلح موعود کو آپ کی صلب میں سے پیدا فرمائے گا۔ یہ ان مراعات یافتہ مربیوں اور عہدیداروں کا اپنی کرسیوں اور مراعات کو بچانے کا روایتی ہتھکنڈا ہے جو بڑی ڈھٹائی کیساتھ حضرت بانی سلسلہ کی قیمت پر استعمال کیا جا رہا ہے، انا للہ۔۔

اولاد اور ذریت میں فرق

یہ محمودی تنخواہ دار مولوی حضرات افرادِ جماعت کو یہ دھوکہ بھی دیتے ہیں کہ ''ذریت'' سے مراد حضورؑ کی صلبی اولاد ہے۔ حالانکہ یہ قطعی جھوٹ ہے۔ ذریت سے مراد حضورؑ کی جماعت یعنی پیروکار ہیں۔ تمام عالم اسلام جس میں ہم احمدی بھی شامل ہیں کیا حضورﷺ کی ذریت نہیں ہیں؟ یقیناً ہم سب آپﷺ کی ذریت ہیں۔ اگر ذریت کے معانی صرف صلبی اولاد لیے جائیں تو معاذ اللہ آنحضورﷺ تو بقول مشرکین مکہ ابتر ثابت ہو جائیں گے کیونکہ آپکی تو کوئی صلبی اولاد نہیں تھی؟ یہ مولوی اتنے بدبخت ہو چکے ہیں کہ اپنے خود ساختہ مصلح موعود کو سچا ثابت کرنے کیلئے معاذ اللہ آنحضرتﷺ کو ابتر ثابت کرنے سے بھی گریز نہیں کر رہے؟ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ذریت سے کیا مراد لیتے ہیں؟ اس سلسلہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(الف) ''اسی طرح وہ انسان کی روحانی پیدائش پر بھی قادر تھا یعنی اسکا قانون قدرت روحانی پیدائش میں بعینہٖ جسمانی پیدائش کی طرح ہے کہ اوّل وہ ضلالت کے وقت میں کہ جو عدم کا حکم رکھتا ہے کسی انسان کو روحانی طور پر اپنے ہاتھ سے پیدا کرتا ہے اور پھر اسکے متبعین کو کہ جو اسکی ذریت کا حکم رکھتے ہیں بہ برکت متابعت اس کی کے روحانی زندگی عطا فرماتا ہے۔ سو تمام مرسل روحانی آدم ہیں اور ان کی امت کے نیک لوگ انکی روحانی نسلیں ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ٦۵۵ بحوالہ براہین احمدیہ)

(ب) ''مجھے یہ بڑی خواہش ہے کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی ذریت جن کے سامنے نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں اس کتاب کو دیکھیں۔ اگر مجھے وسعت ہوتی تو میں تمام جلدوں کو مفت للہ تقسیم کرتا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳٦۹)

ان دونوں حوالہ جات میں حضورؑ نے ذریت و نسل کے الفاظ روحانی معانی میں استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح درج ذیل الفاظ میں آپؑ نے صلبی نسل کیلئے اولاد کے الفاظ جبکہ روحانی نسل یعنی پیروکاروں کیلئے ذریت کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

(ج) ''اور ایسا ہی اس جگہ بھی جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ اس عاجز کو دنیا کی اصلاح کیلئے پیدا کرے۔ اور بہت سی اولاد اور ذریت مجھ سے دنیا میں پھیلاوے جیسا کہ اسکے اس الہام میں ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۰ میں درج ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷۴ حاشیہ بحوالہ تریاق القلوب)

خدا رُسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا ۔ سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

مصلح موعود کا حضورؑ کی ذریت سے ظہور

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے یہ بانگ دھل فرمایا ہے کہ وہ موعود ''زکی غلام'' میری ذریت یعنی جماعت میں سے ظاہر ہوگا۔ جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ''خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اَسیروں کو رُستگاری بخشے گا اور انکو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۰ بحوالہ ازالہ اوہام)

(۲) ''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے'' (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶ بحوالہ الوصیت)

ساجد نسیم صاحب! آپکے پیش کردہ تریاق القلوب، سراج منیر میں مرزا محمود کی نو (۹) سالہ اور حقیقۃ الوحی میں اسکی سترہ (۱۷) سالہ عمر کے حوالوں کی حقیقت خوب واضح ہوگئی ہے۔ دوران گفتگو آپ نے یہ جو فرمایا تھا کہ ''غفار چونکہ حضورؑ کی صلب میں سے نہیں ہیں لہٰذا وہ اس پیشگوئی کے دائرہ میں نہیں آتے'' جھوٹ ثابت ہوگیا ہے کیونکہ زکی غلام نے تو حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں سے ۶،۷ر نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے اور عبدالغفار جنبہ بھی آپکی ذریت میں شامل ہے۔ اسی طرح نو (۹) سالہ معیاد کی حقیقت بھی واضح ہوگئی ہے اور جہاں تک پسر موعود ہونے کا تعلق ہے تو مصلح موعود کے پسر موعود ہونے سے اسکا روحانی پسر موعود ہونا مراد ہے ایسے ہی جس طرح بذاتِ خود بانئے جماعت حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کے روحانی پسر موعود تھے۔ ساجد نسیم صاحب! میرا آپ اور آپ کے ساتھی علمائے جماعت کے آگے یہ چیلنج ہے کہ اگر آپ سب اشتہار تکمیل تبلیغ (یعنی ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء خلیفہ ثانی کی پیدائش کا دن) سے لے کر حضورؑ کی وفات یعنی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء تک آپؑ کی کسی تحریر میں آپؑ کا مرزا محمود احمد کے متعلق موعود، مولود موعود، مولود مسعود یا مصلح موعود فرمانا ثابت کر دیں تو خاکسار آپ سب کو منہ مانگا انعام پیش کرے گا۔ کیا آپ سب میرا یہ چیلنج قبول کرتے ہیں؟ لیکن آپ یہ ثابت نہیں کر سکتے لہٰذا برائے کرم افراد جماعت کو گمراہ کرنا چھوڑ دو اور سچائی کی خاطر اپنے دنیاوی مفادات اور عہدوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہیں اس حقیقت سے آگاہ کرو کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو یہ کلمہ حق کہنے کی جرأت بخشے۔ آمین

ولوتقول علینا کا معیار

اللہ تعالیٰ سورۃ الحاقہ میں فرماتا ہے۔ ''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ٥ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ٥ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ٥ '' (۴۵-۶۹، ۴۶، ۴۷، ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا۔ خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اسکی رگِ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اسے درمیان میں حائل ہوکر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (تفسیر صغیر۔ مترجم مرزا بشیرالدین محمود احمد)

ساجد نسیم اور مبشر احمد بٹ مربیان ہمبرگ وکیل (جرمنی) نے بہت اصرار اور ڈھیٹ پن کیساتھ سورۃ الحاقہ کی مندرجہ بالا وعید کو معیار نبوت پر چسپاں کیا ہے جبکہ یہ آیات کسی بھی مدعی الہام کیلئے معیارِ صداقت ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مدعی الہام کی گرفت کا ذکر فرمایا ہے نہ کہ جھوٹے مدعی نبوت کا۔ مثلاً اگر کسی مدعی کا دعویٰ الہامی ہو۔ لیکن وہ الہام یا خواب نفسانی ہو تو وہ مدعی (خواہ نبوت ہو یا مجددیت (مصلح موعود) اِن آیات کی زد میں آئے گا۔ سورۃ الحاقہ کی ان آیات کو صرف معیارِ نبوت قرار دے کر کسی جھوٹے مدعی مصلح موعود کو ناحق سچا ثابت کرنے کی کوشش کرنا بذاتِ خود ایک بڑا جرم اور فریب ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ ان آیات کی جو جھوٹی تشریح آج تک غیر احمدی مولوی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جھٹلانے کیلئے کرتے رہے آج یہی تشریح احمدی مولوی کر رہے ہیں۔ نومبر ۱۹۶۳ء میں ہندوستان کے شہر یادگیر میں جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان ایک تحریری مناظرہ ہوا تھا۔ جماعت احمدیہ کے مبلغ مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے حضورؑ کی صداقت کے ثبوت میں انہی آیات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

''کہ اگر آنحضرت ﷺ جھوٹا الہام بنا لیتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو پکڑ لیتا اور آپکی رگ جان کاٹ دیتا۔علمائے اسلام ہمیشہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے چلے آئے ہیں کہ جھوٹا الہام بنانا ایسی جعلسازی ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا اور اگر کوئی ایسا شخص دنیا میں پایا جائے جو الہام کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہو تو دعویٰ کے بعد آنحضرت ﷺ کی طرح تیئیس (۲۳) سال کی مہلت نہیں پا سکتا۔'' (مناظرۂ یادگیر۔صفحہ ۸۴۔شائع کردہ نظارت دعوۃ تبلیغ قادیان)

مخالف مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل دیوبند نے اِن آیات کو معیار نبوت پر چسپاں کرتے ہوئے جواباً یہ کہا تھا کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت کے چھ (۶) سال بعد فوت ہو گئے تھے۔لہٰذا وہ (نعوذ باللہ) جھوٹے تھے۔اس کے جواب میں پھر احمدی مولوی محمد سلیم صاحب نے جواباً فرمایا:۔

''آپ (غیر احمدی مولوی محمد اسماعیل۔ناقل) نے کہا ہے کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت کے بعد صرف چھ (۶) سال زندہ رہے۔حالانکہ ہم نے جو آیت (ولوتقول علینا۔ناقل) پیش کی ہے اس میں دعویٰ نبوت نہیں بلکہ دعویٰ الہام کا ذکر ہے،جس کی طرف لفظ تقوّل اشارہ کر رہا ہے۔دعویٰ الہام کے بعد تو حضرت مرزا صاحبؑ قریباً ۴۰ برس تک زندہ رہے۔'' (ایضاً۔صفحہ ۹۸)

امید ہے اب تو مربیان ساجد نسیم اور مبشر احمد بٹ کی تسلی ہوگئی ہوگی کہ جماعت احمدیہ کا اپنا مولوی سورۃ الحاقہ کی آیات کو معیار نبوت کی بجائے معیار الہام قرار دے رہا ہے۔مزید یہ کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ پر اِفترا (جھوٹا الہامی دعویٰ) کرے گا وہ نہ صرف ہلاک کیا جائے گا بلکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت یعنی تیئیس (۲۳) سال کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائے گا۔اِن آیات میں معیار نبوت یا مجددیت کی بحث نہیں بلکہ افترا یعنی جھوٹے الہام کا ذکر ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جہاں تک خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ کا تعلق ہے تو اگر وہ اپنا دعویٰ مثیل بشیر احمد (اوّل) تک محدود رکھتے تو ہرگز ''ولوتقول علینا'' کی وعید کے مطابق پکڑے نہ جاتے۔لیکن انہوں نے ۲۸ ؍جنوری ۱۹۴۴ء میں وہ دعویٰ کیا جس کے مصداق نہ وہ تھے اور نہ ہی کوشش کیساتھ بن سکتے تھے۔دسمبر ۱۹۴۴ء میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ نے یہ اعلان کیا تھا:۔

''میں کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں اور مجھے ہی اللہ تعالیٰ نے اُن پیشگوئیوں کا مورد بنایا ہے جو ایک آنیوالے موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائیں۔جو شخص سمجھتا ہے کہ میں نے افتراء سے کام لیا ہے یا اس بارہ میں جھوٹ اور کذب بیانی کا ارتکاب کیا ہے وہ آئے اور اس معاملہ میں میرے ساتھ مباہلہ کر لے۔اور یا پھر اللہ تعالیٰ کی مؤکّد بعذاب قسم کھا کر اعلان کر دے۔کہ اُسے خدا نے کہا ہے کہ میں جھوٹ سے کام لے رہا ہوں پھر اللہ تعالیٰ خود بخود اپنے آسمانی نشانات سے فیصلہ فرما دے گا۔کہ کون کاذِب ہے اور کون صادق۔'' (الموعود بحوالہ انوار العلوم جلد ۱۷۔صفحہ ۶۴۵)

خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ

اس جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پھر متذکرہ بالا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ اُن کے سامنے کیسے آیا؟ اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ اپنے دعویٰ مصلح موعود کے دس سال بعد یعنی دس (۱۰) مارچ ۱۹۵۴ء کے دن آیاتِ مذکورہ بالا کی وعید جس طرح پوری ہوئی اسکی تفصیل مولوی ابوالعطا صاحب جالندھری ''مدیر الفرقان'' کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

''مورخہ ۱۰؍مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر ہمارے امام ہمام حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہٖ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ محراب کے دروازہ پر اچانک ایک اجنبی نوجوان (مسمی عبدالحمید ولد منصب دار قوم جٹ چک نمبر ۲۲۰ جج والا تھانہ صدر لائلپور (فیصل آباد) سابقہ وطن تھانہ کرتار پور تحصیل وضلع جالندھر) نے پیچھے سے جھپٹ کر آپ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔چاقو کا یہ وار حضور ایدہ اللہ بنصرہٖ کی گردن پر شہ رگ کے قریب دائیں طرف پڑا جس سے گہرا گھاؤ پڑ گیا۔(دراصل چاقو کا یہ وار گردن پر شہ رگ کے قریب نہیں پڑا تھا بلکہ اس سے شہ رگ قطع ہوگئی تھی۔اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ناقل) حملہ آور نے دوسرا وار بھی کیا مگر محمد اقبال صاحب محافظ کے درمیان میں آجانے کے باعث اس مرتبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی بجائے چاقو اسے جا لگا اور وہ زخمی ہو گیا۔نمازیوں نے حمہ آور کو پکڑنے کی کوشش کی اور کافی جدوجہد کے بعد اُسے قابو میں لایا گیا اور اس کوشش میں بعض دوسرے بھی زخمی ہوئے۔۔۔۔حضرت امام جماعت احمدیہ زخم لگنے کے فوراً بعد بہتے خون کیساتھ چند احباب کے سہارے سے اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔خون کو ہاتھ سے روکنے کی پوری کوشش کے باوجود تمام راستہ میں اور سیڑھیوں پر خون مسلسل بہتا گیا،جس سے حضور کے تمام کپڑے،کوٹ،مفلر،سویٹر،قمیض،دو بنیانیں اور شلوار خون سے تر بہ تر ہو گئے۔حضور کیساتھ چلنے والے بعض خدام کے کپڑوں پر بھی مظلوم امام کے مقدس خون کے

قطرات گرے (خاکسار ابوالعطا کے کوٹ، پاجامہ اور پگڑی پر بھی اس پاک خون کے قطرات پڑے ہیں) مکان پر پہنچ کر ابتدائی مرہم پٹی جناب ڈاکٹر صاحبزادہ منور احمد صاحب ایم بی بی ایس اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کی۔ اور زخم کو صاف کر کے اور ٹانکے لگا کر سی دیا۔ ابتداء میں یہ خیال تھا کہ زخم پون انچ گہرا اور تین انچ چوڑا ہے۔ لیکن جب رات کو لاہور سے مشہور سرجن جناب ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب تشریف لائے اور انہوں نے زخم کی حالت دیکھ کر ضروری سمجھا کہ ٹانکے کھول کر پوری طرح مُعائنہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ زخم بہت زیادہ خطرناک اور سوا دو انچ گہرا اور شاہ رگ کے بالکل قریب تک پہنچا ہوا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی خداداد مہارت سے کام لے کر قریباً سوا گھنٹہ لگا کر زخم کا آپریشن کیا اور اندر کی شریانوں کا منہ بند کر کے باہر ٹانکے لگا دیئے۔۔۔۔'' (تاریخ احمدیت جلد ۱۷ صفحات ۲۳۰ تا ۲۳۱)

چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہرا تھا لیکن دھیرے دھیرے بعد ازاں وقت کیساتھ جلد مندمل ہوتا گیا۔ زخم کے مندمل ہو جانے کے باوجود خلیفہ ثانی ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔ حملہ کے ایک سال بعد انہوں نے اپنا مکمل چیک اَپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں یورپ میں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے اِن کے زخم کا انتہائی جدید ایکس ریز کیساتھ تفصیلی معائنہ کیا۔ جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کتاب کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:۔

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich,Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions,etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it.The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking."

(Ahmadiyyat, *the renaissance of Islam*) By Muhammad Zafrulla Khan-Tabshir Publications /1978)

یورپ کے تینوں بڑے شہروں کے ماہر سرجنوں کی متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں دھنس گئی تھی۔ انکی متفقہ رائے یہ بھی تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک شہ رگ سے نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے شہ رگ میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہیں نکالی۔ بعد ازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحت گرتی گئی۔ فالج بھی ہو گیا۔ شہ رگ پر حملے کے گیارہ سال آٹھ ماہ تکلیف میں گزار کر بالآخر ۸/نومبر ۱۹۶۵ء کو فوت ہو گئے۔ آگے جانے سے پہلے رسالہ اربعین ہی سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک اور ارشاد نقل کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''اور قرآن شریف میں صدہا جگہ اس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علیٰ اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اسی دنیا میں اس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔'' (اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علیٰ اللہ (جھوٹا مدعی الہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پا سکتا۔ اسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علیٰ اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اسے سزا بھی دیتا ہے۔ ساجد مربی صاحب! آپ نے خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملے کے سلسلہ میں یہ سوال اُٹھایا تھا کہ خلیفہ ثانی اس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوا تھا؟ جواباً عرض ہے کہ اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہلاک کر دے تو اس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اسکی غرض و غایت پوری نہیں ہو سکتی۔ وہ اس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اسکے مرید تو اسے مظلوم امام یا شہید یا اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تیئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اسے اذیت اور سزا بھی دے تا کہ اسکے مرید اسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔ خلیفہ ثانی صاحب اگر تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مثیل بشیر احمد اوّل تک رکھتا تو وہ ''ولو تقول علینا'' کی گرفت میں ہرگز نہ آتا لیکن اگر وہ ایسا کرتا تو اسکی نفسانی خواہشات پوری نہیں ہو سکتیں تھیں۔ شروع میں ایک لمبا عرصہ تک وہ یہ کہتا رہا ہے کہ مصلح موعود تو میں ہی ہوں لیکن مجھے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں ساجد مربی اور تمام احمدیوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سب اسکے ڈرامے نہیں تھے؟ ''ولو تقول علینا'' کی قہری گرفت سے بچنے کیلئے اسکے یہ ہتھکنڈے تھے۔ پیش گوئی مصلح موعود کی عظمت سے متاثر ہو کر وہ بے ایمان ہو چکا تھا۔ یہ پیشگوئی اسکی راہ میں ایک روڑا تھی۔ اس پیشگوئی کے ہوتے ہوئے وہ اپنی خاندانی خلافت کا سلسلہ نہیں چلا سکتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں دعویٰ مصلح موعود بھی نہ کروں اور اس پیشگوئی کا مصداق تسلیم ہو کر اس روڑے کو بھی رستہ سے ہٹا دوں۔ اسی وجہ سے اس نے ۱۹۱۴ء میں بڑی ہوشیاری کیساتھ خلافت پر قبضہ کیا۔ خلافت پر قبضے کی خاطر اس نے حضورؑ کی جماعت کو دولخت کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔ خلافت پر قبضہ دراصل بالواسطہ پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر میں خلیفہ ثانی نہ بن سکا تو میرا مصلح موعود بننا بھی ناممکن ہو جائے گا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر میں جماعت سے اپنی مصلح موعودی نہ منوا سکا تو خلافت کی شکل میں ہماری خاندانی حکومت چل نہیں سکے گی کیونکہ جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود موجود ہے اور لوگ اس مصلح کی راہ تک رہے ہیں

۔اس نے فیصلہ کیا کہ جس مصلح موعود کی لوگ انتظار کررہے ہیں، کیوں نہ اس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں کرکے اس انتظار کو ہی ختم کردیا جائے اور اس طرح نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔دوسرا سنگین جرم اس نے یہ کیا کہ ایک غیر اسلامی اور غیر فطری نظام کیساتھ احباب جماعت سے آزادی ضمیر کا حق چھین کر انہیں عملاً یرغمال بنالیا تا کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق مصلح موعود کا آنا تو درکنار افراد جماعت اسکے متعلق سوچ بھی نہ سکیں۔

یہ وہ سنگین جرائم ہیں جنکی پاداش میں وہ ''ولوتقول علینا'' کی قہری تجلی کی لپیٹ میں آیا۔سقراط نے سچ کی خاطر زہر کا پیالہ پیا تھا لیکن یہ حضرتِ محمود اپنے جھوٹ کو قائم کرنے کی خاطر لوگوں کو اخراج اور مقاطعہ کی شکل میں زہر کے پیالے پلاتا رہا۔اسلام میں پہلے بھی مفتری علی اللہ ہوگزرے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک بھی کیا ہے۔لیکن آیت ولوتقول علینا کی قہری تجلی کا جلوہ جس رنگ میں خلیفہ ثانی پر ظاہر ہوا اسکی مثال ماضی کی مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔وہ اس طرح کہ حضرتِ محمود کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے فرمان کے مطابق اسکی شہ رگ کاٹی بلکہ اسے سزا اور اذیت دینے کیلئے زندہ بھی رکھا۔اگر چاقو کے بلیڈ کی نوک اسکی شہ رگ میں دھنس کر نہ ٹوٹتی تو اسکی موت یقینی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے نہ صرف سزا دینے کیلئے بلکہ اس لیے بھی کہ بعد ازاں اس کے مرید اسے احمدیت کا شہید اعظم نہ بناتے پھریں چاقو کی نوک کو اسکی شہ رگ میں توڑ دیا۔دنیا کی مذہبی تاریخ میں یہ عجیب واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جھوٹے مدعی مصلح کی شہ رگ بھی کاٹی اور اسے سزا دینے کیلئے زندہ بھی رکھا۔ساجد صاحب!اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ثانی کی شہ رگ کو کاٹ بھی دینا اور اسے سزا دینے کیلئے زندہ بھی رکھنا کیا ایک بے مثل واقعہ نہیں ہے؟لیکن مربیان اور بعض احبابِ جماعت پر افسوس ہے کہ وہ اس عظیم جھوٹے انسان کو مصلح موعود ثابت کرتے پھر رہے ہیں۔یاد رکھنا جو شخص اللہ تعالیٰ کے نشانوں کو مٹانے کے منصوبے بنائے گا تو اسکا انجام یہی ہوگا۔خواہ وہ کسی نبی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو؟ایک اور بات یہ کہ مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم ایسے مفتری علی اللہ کو درمیان میں آکر میری پکڑ سے بچا نہیں سکتے۔اب دیکھیں کہ خلیفہ ثانی نے اپنی حفاظت کیلئے کتنا فرعونی نظام وضع کررکھا تھا پھر بھی وہ اس حفاظتی انتظام کے باوجود ''ولوتقول علینا'' کی قہری وعید سے بچ نہ سکا۔اور یہ اس ثبوت کیلئے کافی ہے کہ اس کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر جھوٹا تھا۔

مورخہ ۴؍فروری ۲۰۰۷ء کو جب عزیزم محمد اشرف جنبہ صاحب نے ساجد نسیم اور مبشر بٹ مربیان ہمبرگ وکیل کے سامنے ''ولوتقول علینا'' کی وعید کے سلسلے میں خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملے کا ذکر کیا تو ان ظالم مولویوں نے جھٹ سرور کائنات آنحضرت ﷺ پر حملہ کردیا کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک بھی شہید ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے سر میں کوئی چیز کھب گئی تھی۔ان ظالموں سے کوئی پوچھے کہ جنگ احد میں آنحضرت ﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے کا خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملے سے کیا تعلق ہے؟وہ واقعہ تو ایک عظیم نبی ﷺ کی کافروں کے خلاف جنگ کے دوران پیش آیا تھا۔ان بدبختوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم کس کو کس کیساتھ تشبیہ دے رہے ہیں؟یاد رہے کہ بہت سارے انبیاءؑ اپنے وقت میں مخالفوں کے ہاتھوں شہید بھی ہوئے ہیں اور ان کی شہادتوں کو ہم آیت ''ولوتقول علینا'' کیساتھ ہرگز نہیں ملا سکتے۔یہاں تو زیر بحث مفتری علی اللہ کیلئے ''ولوتقول علینا'' کی وعید اور خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملہ تھا۔معاذ اللہ کیا آنحضرت ﷺ کی شہ رگ پر بھی حملہ ہوا تھا؟مشرکین اور کفار مکہ سے جنگ کے دوران اگر آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوگئے تھے تو آپ ﷺ کے ان دانتوں کی شہادت کا ''ولوتقول علینا'' کی وعید سے کیا تعلق ہے؟خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی وجہ سے قرآنی فرمان کے مطابق نہ صرف اسکی شہ رگ قطع ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے سزا دینے کیلئے ایک لمبا عرصہ تک زندہ بھی رکھا۔یہ بدذات مولوی خلیفہ ثانی پر قرآنی فرمان کی اس قہری تجلی کی اہمیت کم کرنے کیلئے معاذ اللہ آنحضور ﷺ کی مبارک ذات پر حملہ کرنے سے بھی باز نہ آئے۔

ساجد نسیم کا خاکسار سے حلف کا مطالبہ

ساجد نسیم صاحب!آپ نے مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا ہے یعنی خاکسار حلفاً اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کرے۔جواباً عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاءؑ کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ گلیوں اور بازاروں میں کھڑے ہوکر اپنی سچائی کیلئے قسمیں کھاتے پھریں۔ہاں یہ ان کا فرض اور ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ خوب کھول کر اپنا دعویٰ اور اسکے دلائل لوگوں کے آگے بیان کردیں۔اس سے بڑھ کر نہ انکی ذمہ داری ہوتی ہے اور نہ اُن کیلئے ضروری ہوتا ہے۔میں تو ہوں ہی غلام مسیح الزماں۔باقی کسی کو ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ کسی نبی یا ولی کا۔نبی اور رسول ترازو کی طرح ہوتے ہیں۔اُنکی ظاہری حالت بہت معمولی ہوتی ہے۔جب وہ دنیا میں آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان انصاف کیساتھ فیصلہ فرما دیتا ہے کہ کون کیا ہے؟ہر نبی نے اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی جب اپنا دعویٰ لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا تو آپ نے لوگوں کو یہ حق دیا تھا کہ میرے دعویٰ کے متعلق اگر آپکے پاس کوئی سوال ہوتو وہ مجھ سے کرو۔میں اس کا جواب دونگا۔جب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاءؑ کا یہ حال تھا تو پھر خلیفہ ثانی صاحب کس کھیت کی مُولی تھے جوانکے دعویٰ مصلح موعود کے متعلق کوئی سوال نہیں ہوسکتا تھا؟ہر وہ احمدی جس نے دلیل کے ساتھ خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود پر سوال اُٹھایا تو خلیفہ ثانی اور اِسکے جانشینوں نے نہ صرف اِس کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت سے خارج کیا بلکہ اس کا مقاطعہ بھی کروایا۔ایسا کیوں؟یہ وہ رویّہ تھا جو بانئے جماعت اور بانئے اسلام کے مخالفوں نے آپ کیساتھ اپنایا تھا۔کیا اِن کا

یہ رویہ صحیح تھا؟ ہرگز نہیں۔ خلیفہ ثانی کو اِنکے دعویٰ مصلح موعود کے متعلق حلف اُٹھانے کیلئے کسی نے مجبور نہیں کیا تھا۔ یہ اُن کا اپنا شوق تھا۔ چونکہ ان کا دعویٰ جھوٹا تھا لہٰذا بعد ازاں اس جھوٹے حلف کی اُنہیں قیمت چکانی پڑی۔ آپ نے جو مجھ سے میرے دعویٰ کے متعلق حلف اُٹھانے کا مطالبہ کیا ہے؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس قسم کے مطالبے کسی کا معیار صداقت نہیں ہو سکتے۔ کسی کا معیار صداقت وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ اُس کیلئے مقرر فرما دے۔ مثلاً زکی غلام مسیح الزماں کیلئے اُسکا معیار صداقت اِسکی وہ علامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر کلام میں اِس کیلئے بیان فرمائی ہیں نہ کہ حلف وغیرہ۔ اِسی تعلق میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''یاد رہے کہ ہر ایک نبی یا رسول یا محدث جو نشان اتمام حجت کیلئے پیش کرتا ہے وہی نشان خدا تعالیٰ کے نزدیک معیار صدق و کذب ہوتا ہے اور منکرین کی اپنی درخواست کے نشان معیار نہیں ٹھہر سکتے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد۳ صفحہ ۳۲۸ حاشیہ)

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ نے اپنی زندگی میں اپنے مریدوں کو تثلیث کی تعلیم نہیں دی تھی اور نہ ہی انہیں یہ کہا تھا کہ میں نعوذ باللہ خدا کا بیٹا ہوں۔ یہ سب جھوٹے اور مشرکانہ عقائد واقعہ صلیب کے بعد پولوس نے آپکی طرف منسوب کیے ہیں۔ اس کے باوجود حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کے اس مردہ اور تصوراتی خدا یسوع مسیح اور مسلمانوں کے اِس تصوراتی مسیح ابن مریم جو اُنکے خیال کے میں زندہ بجسم عنصری آسمان پر جا بیٹھا ہے کے متعلق انتہائی سخت زبان استعمال کی ہے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

(ا) ''وہ ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا''۔ (روحانی خزائن جلد۱۰ صفحہ ۲۶۵ بحوالہ ست بچن)

(اا) ''یہ بھی یاد رہے کہ آپکو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپکے تولّد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چُرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۲۸۹ تا ۲۹۰ بحوالہ انجام آتھم مع ضمیمہ)

(ااا) ''ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپکو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ آپکی انہی حرکات سے آپکے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور انکو یقین تھا کہ آپکے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔'' (ایضاً صفحہ ۲۹۰)

(iv) ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جنکے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اسکے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔'' (انجام آتھم مع ضمیمہ۔ (ایضاً صفحہ ۲۹۱)

ہرچند قرآن مجید میں حضرت مسیح ابن مریمؑ کو اللہ تعالیٰ نے زکی اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا برگزیدہ نبی اور رسول قرار دیا ہے۔ اب عیسائیوں کا تصوراتی خدا، مسلمانوں کا آسمان پر چڑھایا ہوا مسیح ابن مریم اور قرآن مجید میں مذکورہ حضرت مسیح ابن مریمؑ ایک ہی شخصیت ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ عیسائی اور مسلمان اسی قرآنی مسیح ابن مریمؑ کے متعلق غلطی خوردہ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ ایک ہی شخصیت جسے عیسائی نعوذ باللہ من ذالک خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں، مسلمان اُسے زندہ بجسم عنصری آسمان پر بیٹھا ہوا خیال کرتے ہیں اور قرآن مجید اُسے اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور رسول ہونے کیساتھ ساتھ اُسے وفات یافتہ بھی قرار دے رہا ہے، کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اتنے سخت الفاظ کیوں استعمال کیے ہیں؟

جواباً عرض ہے کہ!

(اولاً) حضورؑ نے یہ سخت الفاظ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کی خاطر اور عیسائیوں کے اس جھوٹے اور مشرکانہ عقیدہ کہ نعوذ باللہ یسوع مسیح ابن اللہ ہیں اور مسلمانوں کے اس جھوٹے عقیدہ کہ ایک عاجز انسان زندہ بجسم عنصری آسمان پر چڑھ کر بیٹھا ہے اور اُسی نے آخری زمانہ میں غلبہ اسلام کیلئے آسمان سے نازل ہونا ہے کی تردید اور حوصلہ شکنی کے لیے استعمال فرمائے ہیں۔

(ثانیاً) آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنیوالے سچے مسیح موعود کیلئے عیسائیوں اور مسلمانوں کے اس تصوراتی مسیح پر تنقید کرنا اس لیے بھی ضروری تھا کیونکہ یہ تصوراتی یسوع

مسیح سچے مسیح موعود کی قبولیت کی راہ میں روکاوٹ تھا۔ بہرحال حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک جھوٹے تصوراتی بت کو بلاکسی لحاظ توڑنے کیلئے یہ جو سخت زبان استعمال کی ہے وہ بے جا اور غیر ضروری نہیں تھی۔

ساجد نسیم صاحب! میرا آپ سے سوال جس کیلئے میں نے یہ لمبی چوڑی تمہید باندھی ہے یہ ہے کہ کیا آپ دل سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق سچے مصلح موعود تھے؟ اگر آپ یہ یقین رکھتے ہیں تو آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خلیفہ ثانی ایک نبی اللہ اور مہدی و مسیح موعودؑ کے بیٹے تھے۔ اسکا بچپن اور جوانی انتہائی پاکیزہ ماحول میں گزری تھی۔ بچپن ہی سے ان کو یہ بھی خیال تھا کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کے مطابق وہی مصلح موعود ہیں۔ کسی عام احمدی کے کردار میں کوئی کمزوری بھلا ہو لیکن ایسے پاکیزہ ماحول میں پیدا ہونے اور پلنے والے کا کردار تو مثالی ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہ کیا بات ہے خلیفہ ثانی کے کردار پر خود حضورؑ کی زندگی میں پہلا بدکرداری کا الزام لگ گیا تھا؟ مریدوں کو چھوڑیں خلیفہ ثانی کی اپنی اولاد اور انکے اپنے رشتہ داروں تک نے اِن کے کردار کے متعلق اُنگلیاں اُٹھائی ہیں۔ میں یہاں یہ ذکر کرتا چلوں کہ مجھے خلیفہ ثانی کی مصلح موعودی سے اختلاف ہے نہ کہ ان کے کردار سے کوئی سروکار۔ لیکن مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ جب آپ مربیوں کے سامنے خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر حملے کا ذکر ہوا تو آپ نے جھٹ آنحضورﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے کا حوالہ دے کر سراجِ منیرﷺ کی مقدس ذات پر حملہ کر دیا۔ یاد رہے کہ اگر کوئی عام آدمی ہو اور بہت سارے لوگ اس پر بدکاری کا الزام لگائیں اور ملزم کے انکار کرنے پر اس سے مباہلہ کا مطالبہ کریں۔ لیکن ملزم نہ تو ان الزاموں کو تسلیم کرے اور نہ ہی الزام لگانیوالوں سے مباہلہ کرے۔ اس طرح اگر چہ وہ ملزم تو ثابت ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی لوگوں کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو اُسکے حال پر چھوڑ دیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے معاف کر دیگا اور اگر چاہے گا تو اسے اس دنیا میں سزا دیدے گا اور اگر چاہے گا تو آخرت میں سزا دیدے گا۔ اللہ تعالیٰ ستار ہے اور وہ ستاری کو پسند کرتا ہے۔ غیر متعلقہ لوگوں کو اِن باتوں کی تشہیر نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن اگر کوئی شخص خلافت کی گدی پر بیٹھ کر خواہ وہ حضورؑ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، وہ!

(اولاً) آئے دن اپنے مریدوں کی عزتوں سے کھیلے۔ جب مرید اُسے کہیں کہ حضور آپ نے ہمارے ساتھ یہ بدکاری کیوں کی ہے؟ تو وہ جواباً کہے کہ میں نے بدکاری کب کی ہے؟ اگر میں نے بدکاری کی ہے تو میرے خلاف چار گواہ پیش کرو حالانکہ اسکے محترم والد صاحب کا یہ فرمان موجود ہو کہ "اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے خلاف زنا کا جھوٹا الزام لگائے تو ملزم کو مباہلہ کے ساتھ اس جھوٹے الزام کا رَد کرنا چاہیے"۔ لیکن اسکے باوجود یہ عجیب خدائی خلیفہ مباہلہ کی طرف نہ آئے بلکہ چار گواہوں کے مطالبے پر اَڑے رہے۔

(ثانیاً) پھر اُس نے ایک ایسا دعویٰ بھی کیا ہو جس کے وہ دائرہ بشارت ہی میں نہ آتا ہو۔

(ثالثاً) اُس نے ایک غیر اسلامی اور جبری نظام کیساتھ نہ صرف اپنے مریدوں سے اپنا جھوٹا دعویٰ منوایا ہو بلکہ آئندہ آنیوالے سچے مصلح موعود کا راستہ بھی بند کر دیا ہو۔

میں یہاں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آنیوالا سچا مصلح موعود ایسے شخص سے غیر متعلقہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ جھوٹا مدعی آنے والے کی پیشگوئی پر قبضہ کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ وہ بالکل اسی طرح غیر متعلقہ نہیں رہ سکتا جس طرح آنحضورﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آنے والا مسیح موعود عیسائیوں اور مسلمانوں کے اُس جھوٹے تصوراتی یسوع مسیح سے غیر متعلقہ نہیں تھا۔ پھر جس طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے عیسائیوں کے تصوراتی یسوع کے بارے میں سخت زبان استعمال کی ہے اسی طرح ایسے ظالم کی کرتوتوں کو کھول کر احباب جماعت کے آگے رکھنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ لہٰذا میں خوشی سے نہیں بلکہ کراہت کیساتھ چند باتیں آپکے خود ساختہ مصلح موعود کے کردار کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ بطور یاددہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ الزام میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کی اولاد کے ہیں۔ مرزا حنیف احمد اور امتہ الرشید دونوں خلیفہ ثانی کی اولاد میں شامل ہیں اور دونوں ابھی تک بقید حیات ہیں۔ کتاب بنام "ربوہ کا راسپوٹین" مولفہ چوہدری غلام رسول، قلمی نام، طاہر رفیق (یہ کتاب انٹرنیٹ پر موجود ہے اور ڈاؤن لوڈ بھی کی جاسکتی ہے) کے صفحات ۴۳، ۴۴ اور ۳۹ پر مرزا حنیف احمد اور امتہ الرشید سے متعلقہ بیانات درج ذیل ہیں۔

(۱) مرزا حنیف احمد کا حلفیہ بیان بروایت علی محمد ماہی۔

"علی محمد ماہی صدر انجمن احمدیہ میں اکاؤنٹنٹ رہے ہیں اور خلیفہ ربوہ کی مالی بے اعتدالیوں اور فراڈ کے دستاویزی ثبوت اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ان کا بیان ملاحظہ فرمائیں:

"میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب ربوہ میں انجمن کی چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور انکے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنیف احمد بن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کیساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے۔ قلبی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے کمرۂ خاص میں لے جا کر اُن کی خاطر و مدارت کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح موعود سمجھتے ہو، وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حنیف احمد نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ مرزا حنیف احمد سے کہا

کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یاداشت پرزور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو، وہ دراصل تمہاری والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر وغضب کے نیچے آجاؤ۔ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رویت عینی پر حلفاً مصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تڑپ ان میں شدت کیساتھ پائی جاتی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔"

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرت ناک عذاب نازل فرمائے جو ہر مخلص اور دیدۂ بینا کیلئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہو۔ ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رو سے میں عینی شاہد ہوں کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔ (خاکسار چوہدری علی محمد ماہی عفی عنہ واقف زندگی، نمائندہ خصوصی "کوہستان" لائل پور)" (ربوہ کا راسپوٹین صفحات ۴۳،۴۴)

(۲) امتہ الرشید بنت مرزا محمود احمد کا بیان بروایت محمد صالح نور۔

"مولوی محمد صالح نور محمد یامین تاجر کتب کے بیٹے ہیں اور قادیان اور ربوہ میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ مرزا محمود کے داماد عبدالرحیم کے پرسنل سیکرٹری بھی رہے ہیں۔ انکا حلفیہ بیان ملاحظہ فرمائیں۔

"میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۱۹۵۷ تک، میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آکر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے حالات سننے میں آئے، اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امتہ الرشید بیگم (بیگم میاں عبدالرحیم احمد) سے ملاقات کی۔ ان سے خلیفہ صاحب کے بدچلن ہونے، بدقماش اور بدکردار ہونے کی تصدیق کی، باتیں تو بہت ہوئیں، لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امتہ الرشید بیگم سے یہ کہا، آپکے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ صالح نور صاحب، آپکو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے؟ اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کیلئے بھی اپنے گھر میں بسانے کیلئے تیار نہ ہوگا، تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امتہ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر، میں بھی ضبط نہ کر سکا اور وہاں سے اُٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بناپر، جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں، حق الیقین کی بناپر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدچلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بناپر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔" (خاکسار محمد صالح نور، واقف زندگی سابق کارکن، وکالت تعلیم تحریک جدید، ربوہ)" (ایضاً صفحہ ۳۹)

ساجد نسیم صاحب! کیا آپ مرزا حنیف احمد صاحب اور امتہ الرشید صاحبہ سے یہ بیان حلفاً دلوا سکتے ہیں کہ "یہ مندرجہ بالا بیانات قطعی طور پر جھوٹے ہیں اور یہ بیانات ہم نے نہیں دیئے ہیں۔ اور ہم یہ بھی حلفاً اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا باپ مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی مرحوم مقدس، پاکباز، اسلامی عبادات کو کما حقہ ادا کرنیوالا اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی اور سچا مصداق تھا۔ اگر ہم نے اپنے اس حلف میں جھوٹ بولا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک سال کے اندر ہمیں اسکی سزا دے۔" ساجد نسیم صاحب! چلئے اور مندرجہ بالا بیانات کو مرزا حنیف احمد صاحب اور امتہ الرشید صاحبہ سے جھٹلا کر دکھا دیجئے۔ اگر خلیفہ ثانی کی اولاد نے یہ حلف اُٹھالیا تو میں اپنی ویب سائٹ پر اس بات کا اعلان کروں گا کہ خلیفہ ثانی کی بدکرداری کے متعلق جو واقعات مختلف کتب میں لکھے گئے ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔ بعد ازاں خلیفہ ثانی صاحب سے میرا یہ جھگڑا رہ جائے گا کہ آیا وہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے دائرہ میں آتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور اگر وہ پیشگوئی کے دائرہ میں آتے ہیں تو وہ اس پیشگوئی کے مصداق تھے یا کہ نہیں؟ مرد بن کر میدان میں آیئے۔ پاکستان آنے جانے کا خرچ میں آپ کو دیتا ہوں۔ کیا آپ اس کام کیلئے تیار ہیں؟ بافرضِ محال اگر آپ اِس سلسلہ میں معذور محض ہیں اور یہ "بھاری پتھر" آپ سے نہیں اُٹھایا جاتا یعنی آپ ایسے کسی نہ تو حلف کا انتظام کر سکتے ہیں اور نہ ہی اِن الزامات کی تردید۔ تو پھر آپ جس کی وکالت، صداقت اور پارسائی کا شب و روز ڈھنڈورا پیٹتے اور اس ضمن میں ناحق لوگوں کے اخراج از جماعت کا بڑی جانفشانی سے اہتمام بھی کرتے ہیں تو کم از کم آپ ہی خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی سچائی کے حق میں حلف مؤکّد بعذاب اُٹھا دیجئے تا کہ کچھ صورت تو ہمارے اطمینان اور آپ کے قلبی ایمان و یقین اور شرح صدر کی احباب جماعت پر کھلے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کا حلفیہ بیان اپنی ویب سائٹ پر لگاؤں گا۔ یاد رکھیں! کہیں ایسا نہ ہو اس پہلو سے آپ کا گریز اور راہِ فرار ایک نئے سوال کو جنم دے کہ مربی سلسلہ ساجد نسیم جسے خود اپنے موقف کی صداقت کا یقین نہیں وہ دوسروں سے وہی بات محض اپنی نوکری پکی کرنے کے چکر میں بزور منوا رہا ہے؟

(۳) سید مبارک شاہ صاحب پسر سید سرور شاہ صاحب مرزا محمود کی اولاد میں سے تو نہیں لیکن بالواسطہ رشتہ دار ضرور ہیں۔ بڑے فخر سے کہا کرتے ہیں کہ جب میں قادیان یاترا کیلئے جاتا ہوں تو میں مرزا وسیم احمد کے گھر مہمان کے طور پر ٹھہرتا ہوں۔ متذکرہ بالا کتاب کے صفحات ۵۰، ۵۲ اور ۶۴ پر انکے بھی بیانات درج ہیں۔ میں یہ بیان یہاں اس لیئے نہیں

درج کررہا کیونکہ میرا قلم اس قسم کے سنگین واقعات کے لکھنے کا متحمل نہیں۔اگر کوئی مخلص احمدی ان بیانات کو پڑھنا چاہتا ہوتو وہ انٹرنیٹ پر موجود اس کتاب کے نہ صرف متذکرہ بالا صفحات بلکہ اپنے مصلح موعود کی کرتوتوں کا تفصیلی مطالعہ کرسکتا ہے۔سردست آپ صرف اس معزز ہستی سے درج ذیل بیان دلوادیں اور یہ معزز ہستی صحت منداور بقائمی ہوش وحواس بعمر ۸۸سال اس وقت آپ کے شہر ہمبرگ میں زندہ موجود ہے۔

''میں (سید مبارک شاہ صاحب ابن سید سرور شاہ صاحب) حلف مؤکّد بعذاب اٹھاتا ہوں کہ کتاب بنام''ربوہ کا راسپوٹین''(مُرتّبہ /طاہر رفیق) کے صفحات ۵۰،۵۲اور ۶۴پر ڈاکٹر محمد احمد صاحب حامی کے یہ تینوں درج بالا بیانات قطعی طور پر جھوٹے ہیں۔میں نے زندگی میں کبھی کوئی ایسی بات ڈاکٹر محمد احمد صاحب حامی سے نہیں کہی اور نہ ہی یہ واقعات میرے ساتھ پیش آئے ہیں۔اگر میں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ نہ صرف مجھے ایک سال کے اندر اندر ہلاک کردے بلکہ میری اولاد پر بھی ایسا عبرت ناک عذاب نازل فرمائے جوکہ ہر احمدی کیلئے ہدایت کا موجب ہو۔'' خاکسار سید مبارک شاہ صاحب ابن سید سرور شاہ صاحب (ہمبرگ۔جرمنی)

ساجد نسیم صاحب! آپ چونکہ ہمبرگ کے مربی ہیں اور ہمبرگ کے امیر صاحب بھی مصلح موعود کے بڑے شیدائی ہیں۔آپ دونوں سے درخواست ہے کہ لگے ہاتھ اس معزز ہستی سے مندرجہ بالا تحریر کے نیچے دستخط کروادیجئے۔شکریہ۔ورنہ خالی بَک بَک کرنے کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی اس سے کوئی مصلح موعود بن سکتا ہے۔آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی زندگی میں مرزا محمود پر بدکاری کا پہلا الزام لگا تھا۔پھر ساری زندگی اُس پر وقتاً فوقتاً ایسے الزام لگتے رہے۔خلیفہ ثانی پر فرض تھا کہ وہ اپنے برگزیدہ والد حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے فتویٰ کے مطابق ان الزام عائد کرنیوالوں سے مباہلہ کرتے۔جیسا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

(۱)''مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔''(الحکم،۲۴/مارچ ۱۹۰۲ء)

(۲)یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔اگر میں اس بے بنیاد وافتراء کیلئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا''۔(تبلیغ رسالت،جلد نمبر۲،صفحہ۲)

جن لوگوں نے خلیفہ ثانی پر بدکاری کے چشم دید الزام لگائے تھے تو خلیفہ صاحب نے ان سے حضورؑ کے درج بالا فتویٰ کے مطابق مباہلہ کیوں نہ کیا اور وہ بار بار کیوں چار گواہوں کا ڈرامہ رچاتے رہے۔حالانکہ قرآن پاک اور اسکی سورۃ نور کو ہم سب سے زیادہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جانتے تھے۔انہوں نے اپنے فتویٰ میں یہ کیوں نہ کہا کہ الزام عائد کرنے والے کو پہلے چار گواہ پیش کرنے چاہیے۔آپ کو یاد رہے کہ خاکسار کسی نبی کا بیٹا نہیں اور نہ ہی کسی مہدی یا مسیح موعودؑ کا بیٹا ہے۔ہاں ایک انتہائی شریف اور متقی انسان کا بیٹا ضرور ہوں۔میں نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا کیونکہ جب وہ فوت ہوئے تو اس وقت میں چھ ماہ کا شیر خوار بچہ تھا۔لیکن جوں جوں بڑا ہوتا گیا تب میری ماں اور بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں اور معاشرہ نے مجھے بتایا کہ تیرا باپ بہت دعا گو انسان تھا۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت سے دلی محبت کرنیوالا تھا۔اس نے دین کو دنیا پر مقدم کیا ہوا تھا۔ میری زندگی سادگی میں ایک عام احمدی کی طرح گزری ہے۔میری بات پر یقین کرنا کہ بخدا مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ آئندہ زندگی میں مجھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا نشان بنانیوالا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی الائشوں سے نہ صرف بچایا بلکہ اگر کسی برائی نے مجھ پر حملہ بھی کرنا چاہا تو اس ربّ قدیر نے میری اردگرد بہت اونچی دیواریں کھڑی کردیں۔خلیفہ رابع نے اپنے کسی خطاب میں فرمایا تھا کہ کسی بھی مدعی کی دعویٰ سے قبل کی زندگی کو دیکھا جاتا ہے۔کیا اسکے دعویٰ سے پہلے کسی نے اِس پر کسی قسم کی برائی کا الزام لگایا تھا یا نہیں؟اگر نہیں تو پھر دعویٰ کے بعد کے الزاموں کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔یہ تو کوئی بھی مخالف تعصب میں لگا سکتا ہے۔آج میں مدعی غلام مسیح الزماں ہوں۔اگرچہ خلیفہ رابع صاحب کے بیان کے مطابق میرے دعویٰ کے بعد میرے خلاف کسی کے الزام کی کوئی حیثیت نہیں لیکن پھر بھی اگر کسی نے مجھ پر خلیفہ ثانی کی طرح بدکاری کا کوئی الزام لگایا جس طرح کہ مثلاً محمد عبداللہ احمدی کا ایک بیان مذکورہ بالا کتاب میں یوں درج ہے۔وہ روایت کرتے ہیں:۔

''مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے،خدا تعالیٰ مجھے پارہ پارہ کردے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب (خلیفہ ثانی۔ناقل) نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔بقلم خود محمد عبداللہ احمدی''۔(ربوہ کا راسپوٹین صفحہ۹۷)

ساجد نسیم صاحب! اگر کسی نے میرے خلاف اس طرح کا کوئی جھوٹا الزام لگایا تو میں ایسے جھوٹے الزام عائد کرنیوالے سے چار گواہوں کا مطالبہ نہیں کروں گا بلکہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے ایسی تہمت لگانیوالے سے مباہلہ کروں گا۔عجیب بات ہے کہ ایک انسان ایک روحانی جماعت کا نہ صرف سربراہ ہو بلکہ وہ مدعی مصلح موعود بھی ہو۔ بے شمار لوگ اس پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اُسے مباہلہ کیلئے بلائیں لیکن وہ ان الزام عائد کرنیوالوں سے مباہلہ کی بجائے سورۃ نور کی روشنی میں چار گواہوں کا مطالبہ کرتا پھرے۔ میرا یہاں احباب جماعت سے سوال ہے کہ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ قرآن مجید اور سورۃ نور کو نہیں جانتے تھے؟ یاد رکھنا آپکے خودساختہ مصلح موعود نے بہت سارے معصوم لڑکے اور لڑکیوں کی عصمتوں پر ہی ڈاکہ نہیں ڈالا تھا بلکہ ایک جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی اڑ میں ایک الہامی پیشگوئی پر قبضہ کرکے ایک روحانی ریپ (Rape) کے جرم کا بھی ارتکاب کیا

تھا!ے آئینہ اُن کو دکھایا تو بُرا مان گئے

خلیفہ رابع کی دعوت مباہلہ

خلیفہ رابع صاحب نے ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء کو تمام غیر احمدی مخالفوں کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق مباہلہ کرنے کی دعوت دی تھی۔ مباہلہ کا ایک مضمون تیار کیا گیا اور خلیفہ رابع کی طرف سے اس مضمون پر دستخط کر کے اسکی ایک ایک کاپی ہر بڑے مخالف کو بھیجی گئی تا کہ وہ اس پر دستخط کر کے مرزا غلام احمدؑ کی مخالفت میں مرزا طاہر احمد ولد مرزا بشیر الدین محمود احمد سے مباہلہ کا فریق ثانی بن جائے۔ ساتھ ہی خلیفہ رابع صاحب نے اس مباہلہ کی ایک کاپی عبدالرحمان مصری صاحب کے صاحبزادے حافظ بشیر احمد مصری صاحب کو بھی بھیجی۔ حافظ بشیر احمد مصری صاحب نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کی صداقت سے متعلق مرزا طاہر احمد کے مباہلہ کے چیلنج کو ایک طرف رکھتے ہوئے مرزا طاہر احمد کو اسکے باپ خلیفہ ثانی کے کردار کے متعلق ایک مباہلہ کا چیلنج دیا۔ حافظ بشیر احمد مصری کی طرف سے مباہلہ کے چیلنج کی جو تحریر خلیفہ رابع صاحب کو بھیجی گئی تھی وہ درج ذیل ہے:۔

''میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں جھوٹا بیان دوں، تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور میں ایک سال کے عرصہ میں مر جاؤں کہ (الف) مرزا طاہر احمد (موجودہ قادیانی سربراہ) کا والد مرزا بشیر الدین محمود احمد (جو بانی سلسلہ احمدیہ، مرزا غلام احمد کے تین بیٹوں میں سب سے بڑا بیٹا اور قادیانی جماعت کا خلیفہ ثانی تھا) بدکار تھا، اور منکوحہ و غیر منکوحہ عورتوں کیساتھ زنا کرنے کا عادی تھا، حتیٰ کہ خاندان کی ان عورتوں کیساتھ بھی زنا کیا کرتا تھا جن کو نہ صرف اسلامی شریعت نے، بلکہ سب الہامی مذاہب نے محرمات قرار دیا ہے''۔ (قادیانیت سے اسلام تک۔ مؤلف محمد متین خالد۔ صفحہ ۱۲۲) (حافظ بشیر احمد مصری نے اپنے اس مباہلہ کے چیلنج میں خاندان کے دیگر ناموں کا بھی ذکر کیا ہے لیکن چونکہ وہ مدعی مصلح موعود نہیں ہیں لہٰذا اُنکے نام لکھنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ ناقل)

حافظ بشیر احمد مصری نے مباہلہ کے اس چیلنج کی تحریر پر دستخط کر کے اِسے خلیفہ رابع صاحب کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ بھی اس پر دستخط کر کے اسکا فریق ثانی بن کر اسکی خوب اشاعت کر دیں۔ بعد ازاں ایک سال کے اندر اندر اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ فرما دے گا۔ لیکن خلیفہ رابع صاحب اپنے باپ کے کردار کے متعلق اس مباہلہ سے بھاگ گئے اور حافظ بشیر احمد مصری کے مقابلہ پر نہ آئے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صداقت کے متعلق تو مباہلہ ہر احمدی بشمول میرے مخالفوں کیساتھ کرنے کیلئے تیار ہے لیکن خلیفہ رابع صاحب اپنے باپ کے کردار کے متعلق مباہلہ سے کیوں بھاگے؟ خلیفہ رابع صاحب کا اپنے باپ کے کردار سے متعلق اس مباہلہ سے بھاگنا ہمیں کیا پیغام دیتا ہے؟ خلیفہ رابع کا اس مباہلہ سے بھاگنا ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ وہ بھی اپنے باپ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو پاک باز نہیں سمجھتا تھا۔ اگر وہ اپنے باپ کو پاک باز سمجھتا ہوتا تو حافظ بشیر احمد مصری کے مباہلہ کا یہ چیلنج ضرور قبول کرتا۔ اس مباہلہ کے بعد بشیر احمد مصری کافی سال زندہ رہ کر نوے کی دہائی میں غالباً اسی (۸۰) سال سے زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے ہیں۔ ساجد نسیم صاحب! اگر آپکو خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کا اتنا ہی یقین ہے تو آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے موجودہ گدی نشین کو اس مباہلہ کیلئے کھڑا کریں۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ آپکا موجودہ گدی نشین بھی کبھی اس مباہلہ کے لیے کھڑا نہیں ہوگا کیونکہ خاندان کے سارے افراد اپنے مصلح موعود کی کرتوتوں سے واقف ہیں۔ ساجد نسیم صاحب! مرزا محمود نے اپنے عظیم باپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی سچائی کو کس طرح داغ دار کیا ہے ایک مخلص احمدی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا؟ کیا مصلح موعود ایسے ہوا کرتے ہیں؟ آخر آپ نے بھی مرنا ہے۔ کیا یہ سب کچھ آپ کیلئے لمحہ فکریہ نہیں ہے؟

نظام جماعت کی حقیقت اور بلعم باعور کی مثال

ساجد نسیم صاحب! آپ نے دورانِ گفتگو میرے بھتیجے سے کہا ہے کہ غفار صاحب نظام جماعت کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ آپکے اس نظام کا کوئی سراغ قرآن مجید میں ملتا ہے؟ کیا ایسے کسی نظام کا تصور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تعلیم میں ملتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کا یہ نظام قرآنی نظام اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تعلیم کی عین ضد ہے۔ پھر آپکے اس خود ساختہ غیر اسلامی اور غیر فطری نظام (جس کیساتھ آپ لوگوں نے افرادِ جماعت کو یرغمال بنایا ہوا ہے) کی کیا حقیقت ہے؟ اسی تذکرہ میں آپ نے بلعم باعور کی مثال بھی دی ہے۔ تو عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ اعراف میں فرماتا ہے:۔

''وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِىْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ☆ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔'' (سورۃ اعراف۔ ۱۷۶، ۱۷۷) ترجمہ۔ اور انہیں اس شخص کے حالات پڑھ کر سنا، جس کو ہم نے اپنے نشانات دیئے تھے پھر وہ اُن سے پھسل کر الگ ہو گیا تھا۔ پس شیطان اسکے پیچھے چلا اور وہ گمراہوں میں جا شامل ہوا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اُسے اِن آیات کے ذریعہ سے اونچا کر دیتے لیکن وہ زمین کی طرف جا گرا۔ اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا۔ پس اُسکی حالت اُس کتے کی طرح ہے کہ اگر

تو اس پر ہاتھ اُٹھائے تو بھی وہ ہانپتا رہتا ہے اور اگر تو اُسے چھوڑ دے تب بھی وہ ہانپتا رہتا ہے۔ یہی حال اُس قوم کا ہے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ پس تو یہ حالات ان کو سنا تا کہ وہ کچھ سوچیں۔

مفسرین نے ان آیات کی تشریح میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں بلعم باعور ایک شخص ہو گزرا ہے جس کا واقعہ اس مثال سے ملتا ہے۔ لیکن دراصل جو کوئی بھی اپنی حالت ان آیات میں مذکورہ مثال جیسی بنا لے گا وہی بلعم باعور بن جائے گا۔ ساجد نسیم صاحب! آپ نے میرے ذکر کیساتھ بلعم باعور کی مثال دیکر مجھے اُس سے ملانا چاہا ہے۔ کیا آپکے پاس اپنے اس خیال کی تائید میں کوئی دلیل ہے؟ اگر نہیں تو پھر اس یاوہ گوئی کا کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی رحمت پانیوالا اگر کوئی انسان اپنی یہ نعمت کسی انتخابی خلیفہ کے آگے بیان کر دے تو ایسا کرنے سے کیا وہ شخص بلعم باعور بن جایا کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ آپ سب جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ایک زکی غلام کی بشارت عطا فرمائی تھی اور حضورؑ نے رسالہ الوصیت میں یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ زکی غلام کسی خود ساختہ مجلس انتخاب کا منتخبہ نہیں ہوگا بلکہ رُوح القدس پا کر کھڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام سے یہ بھی ثابت ہے کہ ۶،۷ر نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونیوالا کوئی بھی احمدی اگر خدا تعالیٰ چاہے تو زکی غلام ہوسکتا ہے۔ اگر یہ نعمت پانیوالا کسی منتخب خلیفہ کے علاوہ کوئی اور وجود ہوگا تو ظاہر ہے کہ وہ عام احمدیوں کے آگے اس نعمت کا اعلان کر کے حضورؑ کی جماعت میں فساد تو برپا نہیں کرے گا۔ ایسا شخص لازماً اپنے وقت کے منتخب خلیفہ کے آگے اس نعمت کا اعلان کرے گا۔ اس کے بعد یہ اس منتخب خلیفہ کی ذمہ داری ہوگی کہ اگر وہ مدعی کسی غلط فہمی میں مبتلا ہے تو بذریعہ دلیل اس کی غلط فہمی کو دور کرے بصورتِ دیگر اسکے موعود غلام مسیح الزماں ہونے کا جماعت میں اعلان کرے۔ خاکسار نے یہی کیا ہے۔ ایسے مہذب، فرمانبردار اور زکی انسان کو آپ بلعم باعور کیساتھ کیسے ملا سکتے ہیں؟ ہاں اگر آپ پہلے یہ ثابت کر کے دکھادیں کہ حضورؑ کے بعد اس موعود زکی غلام کی بشارت کو اللہ تعالیٰ نے ضرور کسی منتخب خلیفہ کے وجود میں ہی پورا فرمانے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ تو پھر ایسے غیر خلیفہ مدعی کو اگر وہ موعود زکی غلام ہونے کا دعویٰ کرے تو آپ جس نام سے تشبیہ دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔ لیکن آپ حضورؑ کے الہام اور کلام سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ غلام مسیح الزماں کی بشارت کو کسی منتخب خلیفہ کے وجود میں ہی پوری فرمائے گا۔ ضمناً یہاں ایک بات یاد آ گئی۔ ۱۹۵۳ء کی اینٹی احمدیہ تحریک میں سر ظفر اللہ خاں کو احمدی ہونے کی وجہ سے مگر پس پردہ خالصتاً سیاسی وجوہ کی بنا پر بھونڈے طریقے سے ہدف بنایا گیا۔ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب اپنے ایک انٹرویو میں جو غالباً ''آتش فشاں'' میں بھی شائع ہوا تھا از خود بتاتے ہیں کہ تحریک کے دنوں میں جہلم میں ایک کُتی کے گلے میں میرے نام (ظفر اللہ) کی تختی لٹکائی گئی تھی۔ اور پھر اُس کُتی کو مظاہرین مارتے تھے کہ پھر ظفر اللہ کو جنم دے گی۔ حضرت چوہدری صاحب اس واقعہ کے پسِ منظر میں بیان فرماتے ہیں کہ میری حیثیت تو مردہ کُتے جتنی بھی نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے ان نام دیئے گئے کُتوں کی بڑی غیرت ہوتی ہے۔ اسلئے مربی ساجد نسیم صاحب! ذرا سنبھل کے۔ اور اگر ممکن ہو سکے تو بات کرنے سے پہلے سمجھ سوچ لیا کریں (Think before speak)۔ لاعلمی کا معاملہ دوسرا ہے، لیکن جانتے بوجھتے اور علم رکھنے کے باوجود بھی اس طرح کی حد سے بڑھی ہوئی بے شرمی، شوخی اور ڈھٹائی مناسب نہیں۔ اب ہم متذکرہ بالا آیات کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

ہوشمند احمدیوں کیلئے لمحہ فکریہ!

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ خاص ایسے انسانوں کا ذکر فرمایا ہے جو الٰہی فضل اور رحم یافتہ ہونے کے علاوہ صاحب نشان ہونے کے باوجود دنیا کی گندگیوں پر منہ مارتے پھریں۔ اللہ تعالیٰ تو ان پر فضل فرما کر انہیں وجیہہ اور پاک کرنا چاہے لیکن وہ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے شیطانی راہوں پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خاص ایسے انسانوں کی حالت کو کتوں کی حالت سے تشبیہ دی ہے۔ ساجد نسیم صاحب! آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ ثانی مثیلِ بشیر احمد اوّل تھے۔ الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اوّل کے متعلق جن فضائل کا ذکر فرمایا ہے بلا شبہ یہ فضائل خلیفہ ثانی صاحب کو بھی بخشے گئے تھے۔ اب اگر بدکاری کے ان الزاموں کا جائزہ لیا جائے جو وقتاً فوقتاً خلیفہ ثانی کی ذاتِ بابرکات پر لگتے رہے اور خلیفہ صاحب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے فرمان ''مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں'' کے مطابق حلف اُٹھا کر ان الزاموں کو رد نہ کر سکے ہوں تو پھر یہ بات ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ خلیفہ ثانی نے صاحب نشان اور فضل یافتہ ہونے کے باوجود دنیا کی گندگیوں پر منہ مارا تھا۔ معصوم احمدیوں پر ظلم وستم کرنا، انکے قتل کیساتھ ساتھ انکا جماعت سے اخراج اور مقاطعہ کرنے کے علاوہ جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کر کے پیشگوئی غلام مسیح الزماں پر ناجائز قبضہ کر لینا اُس کے دیگر بڑے جرائم اور گناہ تھے۔ لہٰذا مذکورہ بالا آیات کے مطابق کیا پھر خلیفہ ثانی بلعم باعور بن کر'' کلب'' کے دائرہ میں آتے ہیں یا کہ نہیں؟ ضرور آتے ہیں۔ عبدالکریم ٹمپل روڈ لاہور کے والد محترم مرزا شریف احمد صاحب کے گھر میں خانساماں کے طور پر کام کرتے تھے۔ اس وجہ سے اِن کا بچپن مرزا شریف احمد کے گھر میں گزرا ہے۔ انہوں نے جماعتِ احمدیہ ربوہ سے الگ ہونے کی وجہ حلفاً یہ بیان کی:۔ ''ایک دفعہ موصوف (عبدالکریم۔ ناقل) نے رویاء میں مرزا محمود احمد صاحب کو ایک گندی نالی سے کتے کی طرح چپ چپ کرتے پانی پیتے دیکھا ہے''۔ (ربوہ کا راسپوٹین صفحہ ۱۴۹)

یوں خلیفہ ثانی صاحب کا ''کلب'' ثابت ہوجانا ہماری حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی ایک اور پیشگوئی کی طرف بھی توجہ مبذول کرواتا ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں:۔

''اورابھی چندروز کا ذکر ہے کہ ایک شخص کی موت کی نسبت خدائے تعالےٰ نے اعداد تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کہ کلب یموت علیٰ کلب یعنی وہ کتّا ہے اور کتّے کے عدد پر مرے گا جو باون سال پر دلالت کر رہے ہیں یعنی اسکی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اُسی سال کے اندر اندر راہی ملک بقا ہوگا ۔''(روحانی خزائن جلد۳صفحہ ۱۹۰بحوالہ ازالہ اوہام)

اگر یہ پیشگوئی انسانوں کی طبعی عمر پر لگائی جائے تو احمدیوں سمیت بہت سارے لوگ اس پیشگوئی کی زد میں آجاتے ہیں۔کیا پھران سب مرحوم احمدیوں پر بھی اس پیشگوئی کا اطلاق کر دیا جائے؟ ہرگز نہیں۔اس طرح تو یہ پیشگوئی ایک مذاق بن جائے گی۔دراصل اس رنگ میں پیشگوئی چسپاں کرنے سے پیشگوئی کے اصل مصداق کی تخصیص ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اس پیشگوئی کا انسانوں کی طبعی عمر کیساتھ تعلق نہیں۔یہ پیشگوئی بڑے واضح رنگ میں خلیفہ ثانی صاحب پر اطلاق پاتی ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے غلبہ اسلام کے مشن کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا شخص خود ان کا بیٹا خلیفہ ثانی تھا۔اُس نے دیگر جرائم کے علاوہ حضورؑ کے مشن کا رُخ موڑ دیا۔غلبہ اسلام کی جگہ غلبہ خاندان نے لے لی۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام بھی اس کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔حضورؑ نواب محمد علی خان صاحب کو ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔اس کے بعد ایک الہام ہوا جس کے اظہار کی اجازت نہیں شاید بعد میں ہوجائے۔اس کا پہلا فقرہ یہ ہے:۔ ''دیکھ میں ایک نہایت چھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں''

حضورؑ اس الہام کے بعد فرماتے ہیں۔

''(ایک) نہایت خوفناک امر جو ہر وقت دل کو غمناک کرتا رہتا ہے۔ایک پیشگوئی ہے جو چند دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکی ہے۔میں نے بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر اسکو ظاہر نہیں کیا۔اس پیشگوئی کے ایک حصہ کا حادثہ ہم میں اور آپ میں مشترک ہے۔بہت دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس کو ٹال دے۔اور دوسرے حصہ کا حادثہ خاص ہم سے ہے اور ہمارے گھر کے کسی شخص سے متعلق ہے۔''(تذکرہ صفحات ۶۲۷ تا ۶۲۸ بحوالہ مکتوب ۹۷/۳۴ مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم حصہ اوّل صفحہ ۴۵)

بعد کے حالات اور واقعات نے یہ ثابت کر دیا کہ گھر کا یہ فرد خلیفہ ثانی ہی تھا۔قرآن پاک کی روشنی میں اس کی بداعمالیاں اُسے ''کلب'' یعنی کتّا ثابت کرتی ہیں۔پھر اسکے جھوٹے خلافتی اقتدار کی عمر حضورؑ کی پیشگوئی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔خلیفہ ثانی مارچ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ بنے تھے۔مارچ ۱۹۶۵ء میں اس کے خلافتی اقتدار کے اِکیاون (۵۱) سال پورے ہوکر باونواں (۵۲) سال شروع ہوگیا تھا۔اور پھر اسی سال ۷ نومبر ۱۹۶۵ء کے دن وہ فوت ہوگئے۔شہ رگ پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اپنے خلافتی اقتدار کے بیالیسویں (۴۲) سال کے بعد ہی وہ عملاً نہ صرف معذور بلکہ مفلوج بھی ہو چکے تھے۔لیکن خدا تعالیٰ نے اُس وقت تک اُسے مرنے نہیں دیا جب تک حضورؑ کی مندجہ بالا پیشگوئی اُسکے وجود میں پوری نہ ہو گئی۔کیا بیسویں صدی میں خلیفہ ثانی کے علاوہ بھی کوئی ایسی مثال مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔پوری صدی میں واحد ایک ہی مثال! ؎ دیکھو جو مجھے تو دیدۂ عبرت نگاہ ہو!

خلیفہ ثانی صاحب کے بقول آپ کو ۱۹۴۲ء میں آپکے خوش کن اور بہترین انجام کے سلسلہ میں ایک اِلہام ہوا تھا۔آپ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا:۔مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتٌ حَسَنٌ فِيْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۷)

مرزا محمود کا عبرت ناک انجام

خلیفہ ثانی صاحب کی اپنی خوش کن اور بہترین انجام کی اِلہامی پیشگوئی کے برخلاف اُنکا انجام کیسا ہوا؟ اس ضمن میں واضح رہے کہ جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا۔بعدازاں وہ مفلوج ہوکر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اپاہج ہوکر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی امور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔بطور یاددہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں بلکہ بہت سارے قریبی لوگوں نے مرزا محمود کی بیماری کے آخری دس سالوں کے متعلق اپنے مشاہدات بیان کیے ہیں۔ان قریبی رشتہ داروں میں اُم طاہر کے بھتیجے بھی شامل ہیں۔چوہدری غلام رسول صاحب بزبان سید شہود احمد لکھتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کا عذاب تو میں نے مرزا محمود احمد کی زندگی کے آخری سالوں میں دیکھ لیا تھا۔مرزا محمود ذہنی طور پر بالکل ماؤف ہو چکا تھا۔جسم سکڑ گیا تھا، زبان گنگ تھی، جسم زخموں سے

بھرا ہوا تھا۔زخموں سے بد بو آتی تھی کوئی آدمی پاس کھڑا نہ ہوسکتا تھا۔کبھی کبھی اپنا گند منہ پر بھی مل لیتا تھا۔اس وجہ سے اسکے ہاتھ باندھ دیئے جاتے ہر وقت سر دائیں بائیں ہلاتا رہتا۔خاندان کے تمام افراد کو اتنی نفرت تھی اسکے کمرہ میں جانا پسند نہیں کرتے تھے۔بیویاں تو بالکل ہی چھوڑ چکی تھیں جو ملازم خدمت کیلئے رکھا تھا وہ بھی بد بو کی وجہ سے ناک پر کپڑا رکھ لیتا۔مشکل سے خوراک کھلاتا۔کمرے اور بستر کی صفائی کرتا۔ڈوئی پر کیا عذاب تھا وہ بیچارہ سہاروں سے چل پھر تو سکتا تھا۔یہ کم بخت تو اپنے پاؤں زمین پر بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔جب لوگوں کو ملاقات کروانی ہوتی تاکہ انکی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جا سکے مرزا محمود کو بے ہوشی کا ٹیکا لگا دیا جاتا۔تمام جسم پر سفید چادر ڈال دی جاتی اور منہ پر میک اَپ کر دیا جاتا خوشبو انڈیلی جاتی ہدایت ہوتی کے روپے پھینکتے جاؤ اور چار پائی کے پاس سے گزرتے جاؤ۔'' (ربوہ کا راسپوٹین صفحات ۱۵۶ تا ۱۵۷)

ہوسکتا ہے کہ کوئی برین واشڈ احمدی کہے کہ یہ بیان مخالفت میں دیا ہوگا۔میرا سوال ہے کہ سید شہود احمد یا مشہود احمد ابن سید محمود اللہ شاہ اُم طاہر کے بھتیجے تھے۔بھلا ان کو اپنے پھو پھا وہ بھی نہ صرف خلیفہ ثانی تھا بلکہ مدعی مصلح موعود بھی تھا سے کیا دشمنی ہوسکتی تھی؟ اگر ہم فرض کرلیں کہ یہ بیان مبالغہ آمیز اور مرزا محمود کی دشمنی میں دیا گیا ہے۔اسی کتاب میں آگے جا کر مصنف کتاب ہٰذا چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا یہ بیان درج کرتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا چوہدری محمد ظفر اللہ خاں بھی مرزا محمود کے دشمن تھے؟ طاہر رفیق لکھتے ہیں:۔

''ایک دفعہ چودھری محمد ظفر اللہ صاحب ملاقات کیلئے گئے۔ملاقات کیا کرنی تھی صرف بیماری کی کیفیت معلوم کرنا تھی۔انکی ملاقات سے پہلے ٹیکہ لگا دیا گیا خوشبو لگائی گئی میک اَپ کیا گیا۔ملاقات کے بعد چودھری صاحب نے مسجد میں تقریر کی اور کہا میں نے حضور کی جو ناگفتہ بہ حالت دیکھی۔میں اسکو بیان نہیں کرسکتا۔یہ ہمارے بداعمالیوں کا نتیجہ ہے (گویا مرزا محمود احمد ہمارے گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں یہ وہی عیسائیوں کا بدعقیدہ ہے۔کہ یسوع مسیح ہمارے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر صلیب پر چڑھ گئے)۔یہ تقریر مرزا رفیع کی زیر صدارت ہورہی تھی۔تقریر کے بعد صدارتی تقریر میں مرزا رفیع نے حاضرین کو متنبہ کیا کہ ''حضور'' کی بیماری کے متعلق چودھری صاحب تو تبصرہ کر سکتے لیکن کسی دوسرے کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔'' (ربوہ کا راسپوٹین صفحہ ۱۵۷)

چلو یہاں فرض کرلیں کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بھی مرزا محمود کے پوشیدہ دشمن تھے۔کیا خلیفہ ثانی خود بھی اپنا دشمن تھا؟ وہ اپنے متعلق کہتا ہے:۔

(I) ''مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی امداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔'' (ایضاً الفضل ۱۲/اپریل ۱۹۵۵ء)

(II) ''۲۶ رفروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہوگیا۔دماغ کا عمل معطل ہوگیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔'' (ایضاً الفضل ۲۶/اپریل ۱۹۵۵ء)

(III) ''میں اس وقت بالکل بیکار ہوں۔اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔'' (ایضاً ۲۶/اپریل ۱۹۵۵ء)

اب خلاصۃً عرض کرتا ہوں۔کہ مرزا محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت ہی سے باہر ہیں۔سنت اللہ کے مطابق وہ مصلح موعود بن ہی نہیں سکتے۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ اس نے دسمبر ۱۹۴۴ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ ۱۰/مارچ ۱۹۵۴ء کو بوقت پونے چار بجے اسکی شہ رگ پر حملہ ہوا تھا۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ قطع وتین کے نتیجے میں وہ مفلوج ہوگئے تھے۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شہ رگ میں دھنسی ہوئی ہے۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ قریباً دس سال تک بستر مرگ پر اپاہج ہو کر لیٹے رہے۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے جو یہ کہا تھا کہ میں حضور کی ناگفتہ بہ حالت کو بیان نہیں کرسکتا۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں۔اس طرح مرزا محمود کے انجام نے اسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی۔اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے الہام کے مطابق کیا اُنکا انجام خوش کن اور بہترین ہوا تھا؟؟ ؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

اسکے باوجود اگر کوئی احمدی مرزا محمود کے دعویٰ مصلح موعود کو جھوٹا ماننے کیلئے تیار نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے۔دراصل جو خیال عادت میں شامل ہوجائے یا کر دیا جائے تو اس کا چھوڑنا بہت مشکل ہوتا ہے۔جیسا کہ اسی ضمن میں حضورؑ فرماتے ہیں۔''ہاں سچ ہے کہ ہر ایک عقیدہ جب عادت میں داخل ہوجاتا ہے تو اس کا چھوڑنا مشکل ہوجاتا ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۱۳ بحوالہ نزول المسیح)

نظام جماعت نے نہ صرف افراد جماعت کے ذہنوں میں خلیفہ ثانی کے مصلح موعود ہونے کا عقیدہ بٹھایا بلکہ تریسٹھ (۶۳) جعلی یوم مصلح موعود منوا کر یہ عقیدہ اُنکے ذہنوں میں راسخ کر دیا ہے۔اب احمدی بیچارے اتنی جلدی اس عقیدہ کو کیسے چھوڑیں؟ اب تو اُنکی یہ صورت حال ہوچکی ہے کہ بقول پروین شاکر! ؎ بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی

عطاء اللہ صاحب کلیم سے ملاقات

ساجد نسیم صاحب! دوران گفتگو میرے بھتیجے عزیزم محمد اشرف جنبہ نے آپ سے کہا تھا کہ میرے چچا کو جماعت سے خارج کرنے سے پہلے جماعت پر فرض تھا کہ وہ اُسے دلیل کے

ساتھ سمجھاتے۔آپ نے جواباً کہا تھا کہ جماعتی علماء نے اُسے سمجھایا تھا۔تو عرض ہے کہ خلیفہ رابع صاحب نے جماعت کے اس وقت کے مشنری انچارج اعلیٰ مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کو مجھے سمجھانے کی ذمہ داری سونپی تھی۔مولانا نے جو مجھے سمجھایا تو اسکی تفصیل کچھ یوں ہے۔میری کتاب غلام مسیح الزماں دو حصوں پر مشتمل ہے۔پہلا حصہ ''الہامی پیشگوئی کے تجزیہ'' پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا حصہ ''الہامی پیشگوئی کی حقیقت'' پر مشتمل ہے۔حصہ دوئم میں نے اللہ تعالیٰ کی خاص راہنمائی میں ۱۹۸۵ء میں لکھا اور یہ الٰہی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' پر مشتمل تھا۔تقریباً آٹھ سال بعد ۱۹۹۳ء میں جرمنی آکر کتاب کا حصہ اوّل اردو میں تحریر کیا گیا۔کتاب کے یہ دونوں حصے ابتداً علیحدہ علیحدہ کتابچوں کی شکل میں طبع کروائے گئے تھے۔خاکسار نے ۲ر اپریل ۱۹۹۳ء کو ایک مختصر دعائیہ خط کیساتھ یہ دونوں کتابچے بغرض دعا اور رہنمائی خلیفہ رابع کی خدمت میں ارسال کیے تھے۔خلیفہ رابع یہ دونوں کتابچے اور خاص کر ''الہامی پیشگوئی کا تجزیہ'' پڑھ کر آپے سے باہر ہوگئے۔کتابچے وصول کرنے کے بعد پہلے انہوں نے آئندہ جمعہ میں ایک جلالی خطبہ دیکر اپنا غبار نکالا۔دراصل آزادی ضمیر کے بلند و بانگ دعاوی کرنیوالے یہ لوگ اختلافی نقطہ نظر سننے کا حوصلہ ہی نہیں رکھتے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بلاشک وشبہ ایمان کو ثریا ستارے سے نیچے زمین پر لائے تھے لیکن ازاں بعد اسکی صلبی اولاد نے اِس ایمان کی دھجیاں اُڑا دیں۔حالانکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اختلاف امتی رحمة'' کہ میری امت میں اختلاف باعث رحمت ہوگا۔ ؎

چمن میں اِختلافِ رنگ و بو سے بات بنتی ہے ؎ ہمیں ہم ہیں تو کیا ہم ہیں تمہی تم ہو تو کیا تم ہو

لیکن یہ لوگ اِختلافی نقطہ نظر کے قائل ہی نہیں۔مکمل جبر اور مکمل آمریت اور اوپر سے دکھاوے کیلئے نعرے احمدیت یعنی حقیقی اسلام اور محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں۔وغیرہ''۔ کیا یہ اسلام اور بانئے اسلام سے مذاق نہیں ہے؟ غالباً مئی ۱۹۹۳ء میں خلیفہ رابع صاحب کسی اجتماع کے سلسلہ میں جرمنی آئے اور انہوں نے ہمبرگ کا بھی بطور خاص دورہ کیا۔ ہمبرگ میں ریجنل عہدیداروں کے آگے بڑے غصے کیساتھ میرے یہ دونوں کتابچے پھینکے اور انہیں ڈانٹا کہ جماعت کے لوگ ایسے ایسے کتابچے کیوں لکھتے اور شائع کرتے ہیں؟ اگلے ہی ہفتے مرکز سے ایک سرکلر آگیا جس میں بغیر مرکز کی اجازت کے افراد جماعت کو اپنے طور پر کوئی کتابچہ شائع کرنے سے روک دیا گیا۔خلیفہ رابع صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ خاکسار کو ہمبرگ اپنے پاس بلاتے اور اگر میں اُنکی نظر میں غلطی پر تھا تو مجھے دلائل کیساتھ سمجھاتے جو کہ عقلی اور علمی طریقہ کار ہے اور یہ میرا حق بھی تھا۔لیکن انہیں میرے ساتھ بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔خلیفہ رابع صاحب نے اُس وقت کے جرمنی کے مشنری انچارج اعلیٰ مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کو یہ ذمہ داری سونپی کہ اس شخص عبدالغفار جنبہ کا پتہ کریں کہ یہ کون شخص ہے؟ شروع جون میں مہدی آباد (Nahe) میں ''یوم تبلیغ'' کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد ہونا تھا۔اس اجلاس میں جرمنی کے مرکزی عہدیداروں اور مبلغین نے شامل ہونا تھا۔اُس وقت ہمبرگ کا ریجنل امیر ظہور احمد تھا اور آج چودہ سال بعد بھی ہمبرگ کا وہی امیر ہے۔یہ ہے جماعت احمدیہ میں جمہوری روایات کی نشوونما۔ایک طرف خدا کے بنائے ہوئے خاندانی خلفاء پکے تو دوسری طرف اس خاندانی خلافت کا تحفظ کرنیوالے عہدیدار بھی پکے۔خاکسار کو بذریعہ صدر جماعت کیل ظہور احمد کا حکم موصول ہوا کہ میں بھی اس ''یوم تبلیغ'' کے موقعہ پر مہدی آباد حاضر ہوکر مشنری انچارج اعلیٰ صاحب سے ملوں۔اسوقت کے صدر جماعت احمدیہ کیل کا مختصر تعارف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب وغریب نعمت کیل میں ۱۹۸۷ء میں نازل ہوئی تھی۔اگر اس دنیا میں کچھ لوگ بھگوان کے رنگ میں رنگین ہوجاتے ہیں تو کچھ شیطان کے رنگ میں۔انجیل میں لکھا ہے:۔

''پھر یسوع روح القدس سے بھرا ہوا یردن سے لوٹا اور چالیس دن تک روح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا o اور ابلیس اُسے آزماتا رہا۔اُن دنوں میں اُس نے کچھ نہ کھایا اور جب وہ دن پورے ہوگئے تو اُسے بھوک لگی۔o'' (لُوقا۔باب نمبر ۴ آیات نمبر ۱۔۲) یسوع بن مریم کی آزمائش دِنوں پر محیط تھی جبکہ محمدی ابن مریم کی آزمائش سالوں ہوتی رہی۔

بہرحال خاکسار ریجنل امیر کے حکم پر ''یوم تبلیغ'' کے دن مجرم کے طور پر مہدی آباد گیا۔وہاں کافی دیر انتظار کرنے کے بعد میں نعیم الدین قائد ہمبرگ سے ملا۔ملتے ہی نعیم الدین نے مجھے ڈرایا اور دھمکایا کہ آپ نے دونوں کتابچے خلیفہ رابع کو لندن کیوں بھیجے تھے؟ نعیم الدین نے مجھے کہا کہ آپ یہاں کسی مربی سلسلہ سے اپنے سوالات کے جوابات پوچھ لیتے۔میں نے اسے کہا کہ ۱۹۹۰ء میں ایک دفعہ کسی پیشی کے سلسلہ میں ہمبرگ مسجد میں آیا تھا۔اس وقت ہمبرگ کی فضل عمر مسجد کے تفتیشی کمرہ میں بوقت ملاقات آپ نے ہی یہ کہا تھا کہ اگر کوئی بیمار ہوجائے تو اسے کسی ڈسپنسر (Dispenser) کی بجائے کسی ماہر ڈاکٹر سے علاج کروانا چاہیے۔دراصل یہ مثال دیکر آپ نے میری یہ راہنمائی فرمائی تھی کہ اگر آپ کے پاس کوئی مذہبی سوال ہیں تو آپ ان سوالوں کا جواب کسی بڑے عالم سے پوچھیں۔میرے نزدیک جماعت کا سب سے بڑا عالم خلیفہ ہی ہوسکتا ہے اور اب جب میں نے خلیفہ کو دو کتابچوں کی صورت میں اپنے سوالات بھیجے ہیں تو آپ ناراض ہورہے ہیں۔اس پر نعیم الدین صاحب لاجواب ہوکر تھوڑا سا شرمندہ ہوگیا۔پھر میں نے اس سے کہا کہ جناب اس وقت میری طبیعت ناساز ہے اور میں حکم کے مطابق مشنری انچارج اعلیٰ جرمنی سے ملنے آیا ہوں۔برائے کرم محترم عطاء اللہ کلیم صاحب سے اطلاع کردیجئے۔نعیم الدین صاحب نے مجھے کہا کہ آپ ایک کاغذ پر ملاقات کیلئے درخواست لکھ کردیں۔میں آپکی یہ درخواست مشنری انچارج صاحب تک پہنچا دیتا ہوں۔میں نے درخواست لکھ کردی اور نعیم الدین صاحب نے یہ درخواست مولانا صاحب تک پہنچادی۔مولانا صاحب نے نعیم الدین سے کہا کہ عبدالغفار جنبہ کو بُلا لو۔پھر نعیم الدین صاحب مجھے ایک کمرے میں لے گئے جس میں ایک چھوٹی میز اور چند کُرسیاں پڑی تھیں۔ابھی اس کمرے میں داخل ہی ہوئے تھے کہ اوپر سے ظہور احمد ریجنل امیر ہمبرگ بھی تشریف لے آئے۔چند لمحوں کے بعد محترم

مولانا عطاءاللہ صاحب کلیم بھی کمرے میں آ گئے۔ مولوی صاحب بہت سمجھدار انسان تھے۔ وہ فوراً سمجھ گئے کہ عبدالغفار جنبہ کے علاوہ نعیم الدین قائد ہمبرگ اور ظہور احمد ریجنل امیر ہمبرگ کا یہاں کیا کام ہے؟ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ یہ دونوں تماش بین ہیں اور صرف تماشہ دیکھنے کیلئے یہاں آئے ہیں۔ مولوی صاحب نے نعیم الدین سے کہا کہ آپ چلے جائیں۔ وہ تھوڑا سا منہ بنا کر چلے گئے۔ اس تنبیہ میں ظہور احمد کیلئے بھی اشارہ تھا کہ وہ بھی چلا جائے۔ لیکن وہ امارت کے نشے میں چور وہاں کھڑا رہا۔ پھر مولوی صاحب نے اسے بھی کہا کہ امیر صاحب آپ بھی چلے جائیں۔ وہ بھی غصے کیساتھ منہ بنا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ محترم مولانا صاحب دروازے کی کنڈی چڑھا کر میری طرف آئے۔ انہوں نے مجھے بغور دیکھنا شروع کیا۔ وہ میرا اس طرح جائزہ لے رہے تھے جس طرح ایک قصاب بکرے کا جائزہ لیتا ہے۔ پھر مولوی صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ کرسی پر بیٹھ جائیں۔ میں ادب سے کھڑا رہا۔ میں چاہتا تھا کہ مولانا صاحب چونکہ بزرگ ہیں جب وہ کرسی پر بیٹھ جائیں گے بعد ازاں میں بھی بیٹھ جاؤں گا۔ لیکن وہ کھڑے رہے اور مجھے سختی سے حکم دیا کہ کرسی پر بیٹھ جائیں تو میں اَلامر فوق الادب کے مطابق فوراً کرسی پر بیٹھ گیا۔ بعد ازاں وہ بھی کرسی پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے اولاً۔ مجھ سے کہا کہ ''عزیزم آپکی اُردو کی کتاب جو آپ نے زکی غلام کے متعلق لکھی ہے اور جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ وہ زکی غلام ابھی تک ظاہر نہیں ہوا اور کتاب سے یہ بھی مترشّح ہوتا ہے کہ وہی مصلح موعود ہے۔ اگر وہ زکی غلام ظاہر ہو گیا تو جماعت کیلئے بہت بڑا اِبتلاء ہے۔'' ثانیاً۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ''جس طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ اور خلیفہ ثانی نے دعویٰ مصلح موعود بھی کیا ہے۔ خلافت اور جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔'' چونکہ مولانا صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اُسے اپنا جسمانی بیٹا قرار دیا ہے تو میں نے جواباً اپنا ہاتھ اُوپر اُٹھایا۔ میرے ہاتھ اُٹھانے کا مقصد یہ تھا کہ میں انہیں بتاؤں کہ اپنی اِسی کتاب میں خاکسار نے حضورؑ کے یہ الفاظ درج کیے ہیں کہ اگر میں اپنے کسی بیٹے کو مصلح موعود قرار دے دوں اور بعد ازاں میرے کہنے کے مطابق پیشگوئی کا ظہور نہ ہو تو تم (یعنی جماعت) نے میری بات کو حجت نہیں بنانا بلکہ جس رنگ میں اللہ تعالیٰ پیشگوئی پوری فرمائے اُسی رنگ میں پیشگوئی پر ایمان لانا۔ لیکن مولانا صاحب نے مجھے کہا کہ ہم نے بحث نہیں کرنی۔ میں نے بحث کیلئے ضد نہ کی اور جواباً عرض کیا کہ ٹھیک ہے۔ دراصل مولانا سمجھدار تھے اور معاملہ سمجھ گئے تھے۔ انہوں نے اپنے اوّل بیان میں میری کتاب پر اپنا تبصرہ کر دیا تھا یعنی یہ کہ ''کتاب سے ثابت ہے کہ زکی غلام نے ابھی ظاہر ہونا ہے اور وہی مصلح موعود بھی ہے اور یہ کہ جب وہ آئے گا تو جماعت کیلئے بہت بڑا اِبتلاء ہوگا''۔

ساجد نسیم اور مبشر بٹ صاحبان! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ تو مولانا عطاءاللہ کلیم صاحب کے شاگردوں کے بھی شاگرد نہیں۔ آپ کیا خلیفہ ثانی کو مصلح موعود ثابت کرتے پھر رہے ہو؟ خوفِ خدا کرو اور سوچو۔ آخر آپ نے مرنا ہے۔ اگر آپکے پاس تقویٰ نہیں ہے تو کم از کم عقل سے ہی کام لے لو اور سنجیدگی کیساتھ اس الہامی پیشگوئی کا علم حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ مولانا صاحب کا بیانِ ثانی آپکا احتیاطی بیان تھا۔ کیونکہ وہ مجھ سے بہت زیادہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ جماعتی نظام کوئی روحانی نظام نہیں ہے بلکہ ایک جاسوسی مافیا ہے۔ اس جاسوسی نظام میں صرف ایک شخص محفوظ ہے باقی سب یرغمال اور داؤ پر لگے ہوئے ہیں اور اِن میں سے کسی کیساتھ کسی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ مولانا صاحب چونکہ وقفِ زندگی کی ملازمت سے ریٹائر ہو چکے تھے۔ ان دنوں وہ جرمنی کے مشنری انچارج اعلیٰ کے فرائض رضا کارانہ طور پر انجام دے رہے تھے۔ اب کافی سالوں سے وہ فوت ہو چکے ہیں۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں کروٹ کروٹ اپنی رحمت کی چھاؤں میں جگہ دے آمین۔ میرے ساتھ جن نظامی مولویوں کا واسطہ پڑا ہے ان میں سے سب سے زیادہ شریف، متقی اور جرأت مند میں نے انہیں پایا تھا۔ باقی سارے جیسا کہ نظام جماعت نے انہیں ذمہ داریاں سونپی ہیں اس کے جاسوس اور ایجنٹ تھے۔ آج کل ایک ایسا ہی جاسوسی ایجنٹ اور کھوتا نما مولوی جالا ہنور (Hanover) جرمنی میں دن رات یہ دوہائی دیتا پھر رہا ہے کہ احمدی حضرات عبدالغفار جنبہ کی کوئی کتاب یا کوئی مضمون نہ پڑھیں اور نہ ہی اُس کی ویب سائٹ ''www.alghulam.com'' کو وِزٹ (visit) کریں۔ میں اس کھوتا نما مولوی سے کہتا ہوں کہ میرے پاس صرف تین سولات ہیں۔ تین سو نہیں۔ اگر تم ان تین سوالوں کا جواب دے سکتے ہو تو ضرور کوشش کر کے دیکھو۔ اگر تم اس کوشش میں کامیاب ہو گئے جس کی کہ امید کم ہے تو نہ صرف تم خطیر رقم حاصل کرو گے بلکہ جماعت احمدیہ کی آنکھوں کا تارا بھی بن جاؤ گے۔ اگر ہے سکت تو مقابلہ میں آ کر دیکھ لو۔ ورنہ لوگوں کو گمراہ کیوں کرتے پھر رہے ہو؟

اسی طرح ہنور (Hanover) کا صدر یہ اعلان کرتا پھر رہا ہے کہ عبدالغفار جنبہ کے پاس بہت زہریلا مواد ہے۔ احمدی اِسے نہ پڑھیں۔ میری اس ضمن میں عرض ہے کہ میرے پاس سوائے قرآن مجید۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات اور حضرت مرزا صاحب کے اپنے کلام کے اور کچھ نہیں ہے۔ اب میرا ہر احمدی سے یہ سوال ہے کہ کیا قرآن مجید، حضرت مرزا صاحب کے الہامات اور آپؑ کا اپنا کلام کیا زہریلا مواد ہے؟ اگر یہ زہریلا مواد ہے تو پھر خود جماعت احمدیہ کی بنیاد ہی اس زہریلے مواد پر ہے۔ پہلے اِن کیلئے یہی مواد تریاق تھا۔ اب جب اسی مواد نے انکے جھوٹے نظام کا اور ایک جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کا پول کھول دیا ہے تو یہی مواد ان کی نظر میں زہریلا بن گیا ہے۔ میں صدقے جاواں صدر صاحب دی عقل تے۔ یہ واقعہ تو اسی قسم کا ہے جیسے ایک صدی قبل جب حضرت مرزا صاحبؑ نے قرآن مجید سے حضرت مسیح ابن مریمؑ کو وفات یافتہ ثابت کر دیا تو مولویوں نے قرآن مجید میں لفظی تحریف کا پروگرام بنا لیا۔ اور ایک مولوی تو وفات مسیح سے متعلقہ آیات نکال کر نعوذ باللہ لفظی تحریف شدہ قرآن مجید کی چھپائی کرنے ہی والا تھا کہ اللہ

تعالیٰ نے اُسے وفات دیکر اُس کے اس بدارادہ کو ناکام بنادیا۔احمدی یادرکھیں کہ ایک صدی قبل یہی قرآن مجید حضرت مرزا صاحبؑ کے مخالف مولویوں کیلئے زہریلا مواد بن چکا تھا۔اور آج آپکے موعود زکی غلام کے وقت میں یہی قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعود کے الہامات اور آپکا اپنا کلام نظام جماعت اور اسکے تنخواہ دار مولویوں کیلئے زہریلا مواد بن چکے ہیں کیونکہ اب انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب اِنکی حقیقی اسلام کی ہٹی بند ہونیوالی ہے۔دوبارہ اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں کہ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ باقی سارے جماعتی مولوی غیر متقی ہیں۔ میں یہاں ان مولویوں کی بات کررہا ہوں جن سے میرا واسطہ پڑا ہے۔مولانا عطاءاللہ کلیم صاحب بھی اگرچہ اسی نظام کے مولوی تھے۔اب چونکہ وہ اپنے وقف سے فارغ ہو چکے تھے اور عمر رسیدہ بھی تھے لہٰذا اب اُن میں مقابلتاً تقویٰ ،دیانت داری اور جرأت زیادہ موجود تھی۔انہوں نے انتہائی تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ میری کتاب کے متعلق اپنی رائے ظاہر فرمائی تھی اور ساتھ ہی احتیاطی رنگ میں اپنے بچاؤ کیلئے اپنا بیانِ ثانی بھی دیدیا تھا۔(نوٹ! مجھے امید ہے کہ نظام جماعت اِس جرم کی پاداش میں نہ تو اِنکی لاش کو بہشتی مقبرہ سے نکال کر باہر پھینکے گا اور نہ ہی اِنکی اولاد کو پریشان کریگا) ساجد صاحب! اب تو آپکو پتہ چل گیا ہوگا کہ علمائے جماعت نے میری کیا راہنمائی فرمائی تھی؟

ایک روحانی جماعت یا مذہبی جاسوسی مافیا؟

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے غلبہ اسلام کیلئے جس جماعت کی تخم ریزی فرمائی تھی بعدازاں جب کچھ لوگ خلافت کی اس گدی پر قابض ہوگئے تو انہوں نے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے اسے ایک جاسوسی مافیا میں بدل ڈالا۔اب اس جاسوسی مافیا کو اپنے علماء پر بھی اعتبار نہیں۔ بوقت ملاقات جب مولانا صاحب نے ظہور احمد اور نعیم الدین کو کمرے سے باہر نکالا تو ان دونوں نے محسوس کیا کہ شاید مولانا صاحب نے عبدالغفار جنبہ سے کوئی راز کی بات کرنی ہوگی۔ یہ میرا خیال تھا اور بعدازاں یہ خیال سچ ثابت ہوا۔وہ اس طرح کہ ظہور احمد نے کیل کے صدر یعنی اِلٰہی نعمت کو یہ فرض سونپا کہ آپ عبدالغفار جنبہ کو اعتماد میں لے کر اُس سے یہ پوچھیں کہ عطاءاللہ کلیم صاحب نے اُن سے کیا باتیں کی ہیں؟اب جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو یہ کہاں پتہ ہے کہ ہم سب کی ہر لحہ جاسوسی ہورہی ہے؟ میں نے سادگی اور صاف گوئی کیساتھ مولانا صاحب کے دونوں بیان اس اِلٰہی نعمت کو بتادیئے! ؎

عقل عیار ہے سوبھیس بنالیتی ہے ۔ عشق بے چارہ نہ صوفی نہ مُلاّ نہ حکیم

اس اِلٰہی نعمت نے فوراً اپنا جاسوسی رول ادا کرتے ہوئے آگے ریجنل امیر ظہور احمد کو یہ بیانات پہنچادیئے۔بس پھر وہی ہوا جس سے بچنے کیلئے مولانا صاحب نے اپنا احتیاطی بیانِ ثانی دیا تھا۔ریجنل امیر ہمبرگ بذریعہ نیشنل امیر جرمنی عبداللہ واگس ہائزر مولانا عطاءاللہ کلیم صاحب کو دوبارہ کیل میں لائے۔اِن دنوں اِلیزابیتھ ۱۸الف(Elisabeth str 18a)کے زمین دوز کھیلر (Keller) میں ہمارا نماز سنٹر تھا۔مولانا صاحب کافی دباؤ میں تھے۔کھیلر میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔دباؤ کی وجہ سے مولانا صاحب نماز کی رکعات بھی بھول گئے اور آخر میں سجدہ سہو کیا۔خطبہ جمعہ میں مولانا صاحب نے بغیر کسی تمہید یہ فرما کر ’’کہ اگر جماعت میں کوئی مجدد بھی آئے تب بھی خلیفہ کی پیروی ضروری ہے‘‘ اس جاسوسی نظام سے اپنی جان چھڑائی تھی۔اس وقت مجھے اپنی سادگی اور صاف گوئی کے نتیجے کا نہ صرف احساس ہوا بلکہ ساتھ ہی کیل دی تاریخ ساز ڈگریاں آلی سرکار اور اس نظام جماعت کی حقیقت کا بھی علم ہوگیا۔یہ وہ روحانی تحریک تھی جس کی آبیاری ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے غلبہ اسلام کیلئے کی تھی اور اب اُسکی صلبی اولاد نے اپنے اقتدار کو دوام دینے کیلئے اُسے ایک مذہبی جاسوسی مافیا میں بدل ڈالا ہے۔

موعود مصلح کے ثبوت کے تین پہلو

ہر موعود مصلح کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اُسکا اپنا کوئی روحانی مقام ہوتا ہے۔مثلاً یا تو وہ نبی اللہ ہوتا ہے یا مہدی معہود یا مسیح موعود یا کوئی مصلح یعنی مجدد وغیرہ۔جماعت احمدیہ میں آنیوالے زکی غلام کا الہامی نام غلام مسیح الزماں ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بذات خود اسے مصلح موعود قرار دیا ہے۔حضورؑ کو اس زکی غلام کے متعلق جو الہامات ہوئے تھے ان میں اس زکی غلام کو بہت سارے دیگر انبیاء کے اصلی اور صفاتی نام بھی دیئے گئے ہیں۔مثلاً حضورؑ کے الہامات میں اسے یوسف اور یحییٰ کے ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔حضورؑ کے الہامات میں اس مصلح موعود کے متعلق بعض انبیاء کے صفاتی ناموں کا بھی ذکر ملتا ہے۔مثلاً۔(ا) زکی غلام۔سورۃ مریم میں حضرت مریمؑ کو حضرت مسیح ابن مریمؑ کی بشارت اسی نام کیساتھ ہوئی تھی۔(ii) حلیم غلام۔سورۃ صافات میں حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسماعیلؑ کی بشارت حلیم غلام کے الفاظ میں ملی تھی۔ (iii) علیم غلام۔مصلح موعود کا ’’سخت ذہین وفہیم ہونا اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جانا‘‘ ثابت کرتا ہے کہ وہ غلام علیم بھی ہوگا۔سورۃ اَلحجر میں حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحاقؑ کی بشارت علیم غلام کے الفاظ میں ہوئی تھی۔یہ سچ ہے کہ عظیم الشان انبیاءؑ نے اپنے بعد عظیم الشان مصلحین کی بشارات دی تھیں۔ہر موعود مصلح کو جب اللہ تعالیٰ اسکے متعین کردہ روحانی مقام کیساتھ لوگوں میں ظاہر کرتا ہے تو اِس موعود کی سچائی کے ثبوت کے ممکنہ طور پر تین پہلو ہوتے ہیں۔

(اولاً) موعود کی آمد کے متعلق غلط عقیدہ۔یہ کہ موعود کی آمد کے متعلق غلط عقیدہ بن جاتا ہے یا بنالیا جاتا ہے۔مثلاً یہودیوں میں یہ عقیدہ رائج تھا کہ یسوع مسیح سے پہلے ایک سابقہ

نبی ایلیا آئے گا اور اسکے بعد مسیح وغیرہ۔ حضرت مسیح ابن مریمؑ نے یہودیوں کے اس غلط عقیدہ یا توقع کو غلط قرار دے کر انہیں سمجھایا کہ فوت شدہ آدمی دوبارہ دنیا میں نہیں آیا کرتا اور لہٰذا سابقہ فوت شدہ انبیاءؑ میں سے کوئی دوبارہ نہیں آئے گا لیکن انکی روح اور انکے رنگ میں رنگین ہو کر نئے وجود آئیں گے۔ ایلیا بھی اصالتاً دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ اس کی مانند یا اسکا مثیل آئے گا جو کہ آپکے درمیان یہی یوحنّا بپتسمہ دینے والا ہے:۔

(الف) ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنّا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی نہیں لیکن جو آسمان کی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ اس سے بڑا ہے ٥ ۔۔۔٥ اور چاہو تو مانو۔ ایلیا جو آنیوالا تھا یہی ہے ٥ جس کے سننے کے کان ہوں سن لے ٥۔'' (متی: باب نمبر ۱۱: آیات نمبر ۱۱ تا ۱۶)

(ب) ''شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیا کا پہلے آنا ضرور ہے؟ ٥ اُس نے جواب میں کہا ایلیا البتہ آئے گا اور سب کچھ بحال کرے گا ٥ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آچکا اور انہوں نے اُسے نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی اُنکے ہاتھ سے دکھ اُٹھائے گا ٥ تب شاگرد سمجھ گئے کہ اُس نے اُن سے یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے ٥۔'' (متی: باب نمبر ۱۷: آیات نمبر ۱۰ تا ۱۳)

حضرت مسیح ابن مریمؑ نے یہودیوں کو جب یہ حکمت کی باتیں سمجھائیں تو وہ اُلٹا یہ کہہ کر کہ یہ توریت کی آیات کے معنی بگاڑتا ہے اُسکے اور مخالف ہو گئے۔ اسی طرح مثیل موسیٰؑ یعنی آنحضرت ﷺ کے متعلق یہودیوں اور عیسائیوں کو توریت کی درج ذیل آیات کی وجہ سے یہ غلطی لگ گئی تھی کہ وہ موعود بنی اسحاقؑ میں سے ظاہر ہوگا:۔

''خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اُسکی سننا ٥ ۔۔۔٥ میں اُنکے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دونگا وہی وہ اُن سے کہے گا ٥۔'' (اِستثنا: باب نمبر ۱۸: آیات نمبر ۱۵ تا ۱۸)

لیکن آج سے پندرہ صدیاں پہلے جب یہ مثیل موسیٰ ﷺ آئے تو وہ بنی اسحاق کی بجائے بنی اسماعیل میں سے ظاہر ہوئے۔ اسی وجہ سے یہودیوں اور عیسائیوں کی اکثریت مثیل موسیٰ ﷺ کی آمد کے متعلق ایک غلط عقیدہ کی وجہ سے اسکی قبولیت سے محروم رہی۔ مثیل موسیٰ یعنی آنحضرت ﷺ نے بھی اپنی امت کو ایک مہدی اور ایک مسیح کی بشارات دیں ہیں۔ مہدی کے متعلق تو اُمت میں یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی کہ وہ مہدی سادات میں سے ظاہر ہوگا۔ اور لفظ نزول سے اُمت کو یہ غلط فہمی لگ گئی کہ چونکہ سابقہ موسوی مسیح ابن مریم کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اُسے آسمان پر اُٹھا لیا تھا اور اب وہی سابقہ اسرائیلی مسیح ابن مریم بجسم عنصری آسمان سے نازل ہوگا۔ ہم جانتے ہیں کہ جب وہ مہدی معہود ظاہر ہوا تو وہ سادات میں سے نہیں بلکہ مغلیہ خاندان میں سے ظاہر ہوا تھا۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر قرآن مجید کی روشنی میں امت کو یہ بھی سمجھایا کہ اسرائیلی مسیح ابن مریم آسمان پر نہیں گیا بلکہ وہ بھی عام انسانوں اور انبیاء کی طرح فوت ہو گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو جس مسیح موعود کی خبر دی ہے وہ اسی امت کا ایک فرد ہوگا۔ اور چونکہ اس مسیح موعود نے اسرائیلی مسیح ابن مریم کے رنگ میں رنگین ہو کر آنا تھا لہٰذا آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی میں اسکے متعلق ابن مریم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس کے باوجود قلیل تعداد کو چھوڑ کر امت محمدیہ کی اکثریت نے اس مسیح موعودؑ کا انکار کر دیا اور آج تک اسی سابقہ اسرائیلی مسیح ابن مریم کے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونے کے عقیدہ پر جمی ہوئی ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد اُسکی جماعت میں بھی مصلح موعود کی آمد کے متعلق یہ غلط عقیدہ پیدا ہو گیا یا داخل کر دیا گیا کہ وہ حضورؑ کی صلب میں سے ہوگا اور رہی سہی کسر بعد ازاں خلیفہ ثانی صاحب نے جھوٹا دعویٰ کر کے پوری کر دی۔ لہٰذا اس طرح اب آنیوالے مصلح موعود کی یہ ذمہ داری اور اسکی سچائی کے ثبوت کا ایک پہلو ہوگا کہ وہ دلائل کیساتھ ثابت کر کے لوگوں کو دکھائے گا کہ مصلح موعود نہ تو حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ فرمایا تھا کہ وہ مصلح موعود کو حضورؑ کی صلب میں سے کھڑا کرے گا۔ اَمرِ واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مصلح موعود کو حضورؑ کی ذریت یعنی اُسکی جماعت میں سے اپنے وقت پر کھڑا کرے گا۔ یہ بات بھی کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ موعود مصلحین کبھی بے وقت نہیں آیا کرتے۔ جیسا کہ حضورؑ نے فرمایا تھا! ؎ وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت ۔ میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

(ثانیاً) موعود کی نشانیاں۔ سچے موعود کے ثبوت کا دوسرا پہلو یہ ہوتا ہے کہ وہ انہی نشانیوں کیساتھ ظاہر ہوتا ہے جو پہلے سے اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے مقرر کی ہوئی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریمؑ کے متعلق یہ بتایا ہوا تھا کہ وہ بن باپ پیدا ہوگا جیسا کہ یسعیاہ میں لکھا ہے:۔ ''لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اُس کا نام عمانوایل رکھے گی۔'' (یسعیاہ: باب نمبر ۷: آیات نمبر ۱۴) حضرت مسیح ابن مریمؑ انہی نشانیوں کیساتھ ظاہر ہوا لیکن اسکی بدبخت قوم (یہودی) اس نشانی سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکی اور اس معصوم کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے صلیب تک لے گئی۔ اسی طرح مثیل موسیٰؑ یعنی آنحضور ﷺ کے متعلق بھی یہ نشانی تھی کہ ''وہ فاران کے پہاڑ سے دس ہزار قدسیوں کیساتھ جلوہ گر ہوگا۔'' اور فتح مکہ کے موقعہ پر یہ نشانی آنحضور ﷺ کے مبارک وجود میں پوری ہوئی تھی۔ آنحضور ﷺ نے آگے اپنے مہدی کے متعلق یہ نشانی بتائی تھی کہ اسکے ظہور کے بعد مخصوص آیام میں کسوف و خسوف ہوگا اور یہ نشانی حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد اسی طرح ظہور میں آئی۔ قلیل تعداد میں لوگوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا جبکہ اُمت کی اکثریت نے نہ صرف آپؑ کا انکار کیا بلکہ آج تک ان کی نسلیں بھی اس انکار پر اَڑی ہوئی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جس مصلح موعود کی خبر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ

کو دی تھی اسکی بھی کلام اللہ میں کچھ نشانیاں اور علامات ہیں۔ یہ مرکزی نشانیاں یا مرکزی الہامی ثبوت درج ذیل ہے:۔

''وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مُظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ ۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

کیا یہ عاجز انہی نشانیوں کیساتھ نہیں آیا؟ میری کتاب غلام مسیح الزماں کا دوسرا حصہ الہامی پیشگوئی کی حقیقت انہی علامات پر مشتمل ہے۔ کیا کوئی اس الہامی ثبوت کو جھٹلا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

(ثالثاً) ظہور سے پہلے موعود کی خبر۔ سچے موعود کے ثبوت کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ اسکے ظہور سے پہلے اللہ تعالیٰ لوگوں کو بذریعہ خواب اسکی آمد کی اطلاع دیتا ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰؑ اور اور آنحضورﷺ کے ظہور سے پہلے ان عظیم الشان انبیاء کی لوگوں کو بذریعہ خواب اطلاع دی گئی تھی۔ اسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ظہور سے پہلے بھی بذریعہ خواب اور الہام لوگوں کو آپکے ظہور کی خبر مل چکی تھی۔ حضورؑ نے اپنی کتاب نشان آسمانی جس کا دوسرا نام شہادت الملہمین ہے میں اسکی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اسی طرح غلام مسیح الزماں کے متعلق بھی کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ اسکے ظہور سے پہلے لوگوں کو خوابیں دکھاتا؟ ایسے ہی ایک خواب کا میں یہاں ذکر کرتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کسی سعید روح کو اس سے فائدہ ہو جائے۔ خاکسار الٰہی رضا کے مطابق وسط ستمبر ۱۹۸۶ء کو پاکستان سے ہجرت کر کے جرمنی آیا۔ مختلف جگہوں سے ہوتا ہوا وسط اکتوبر ۱۹۸۶ء کو بالآخر جرمنی کے انتہائی شمالی اور ساحلی شہر کیل میں پہنچ گیا۔ عام احمدیوں کی طرح میرا جرمنی آنا کسی دنیاوی مقصد کیلئے نہیں تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ہجرت میں میرے دنیاوی مسائل بھی حل کر دیئے۔ یہاں پہنچ کر میرے شب و روز یادِ الٰہی اور مطالعہ میں گزرنے لگے۔ دسمبر ۱۹۸۷ء میں ایک خاتون اپنے چار بچوں کیساتھ پاکستان سے جرمنی آئی۔ اس خاتون کا خاوند چونکہ پہلے ہی کیل میں تھا لہٰذا حکومت نے اسے بھی کیل بھیج دیا۔ ۱۹۸۸ء کے آخر میں اس فیملی کو کیل میں ہماری بلڈنگ میں مکان مل گیا۔ ہم دونوں فیملیاں چونکہ احمدی تھیں لہٰذا ہم یہاں ایک فیملی کی طرح رہتے تھے۔ یہ خاتون بہت سادہ اور شریف النفس تھی اور مجھے بھائی کہہ کر پکارتی تھی۔ میں بھی اُسے باجی کہتا تھا۔ ہماری بلڈنگ میں آنے کے چند ماہ بعد اس خاتون نے میری بیوی کو ایک خواب سنائی۔ یہ خواب اُس نے جرمنی آنے سے پہلے دیکھی تھی۔ اس نے بتایا کہ ''میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ ایک تخت ہے اور اس تخت پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ خلیفہ ثانی اس شخص کے آگے سر جھکا کر کھڑے ہیں۔ یہ شخص جو تخت پر بیٹھا تھا اسکی شکل بھائی غفار سے ملتی تھی''۔ اب یہ خاتون سندھ کی رہنے والی تھی۔ پاکستان میں نہ ان سے ہماری کوئی رشتہ داری اور نہ ہی کوئی جان پہچان تھی۔ نہ اس خاتون کو میرے خیالات اور دعاوی کا علم تھا۔ جب اس خاتون نے اپنی خواب میری بیوی کو بتائی تو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کہاں کہاں سے میری سچائی کی تصدیق کروا رہا ہے۔

اسی طرح ایک اور شخص کے خواب کا یہاں ذکر کرتا ہوں۔ یہ کوئی شیخ صاحب تھے اور انکی ربوہ میں حنی جوس کارنر کے بالمقابل کریانہ کی دوکان تھی۔ اب میں اس شخص کا نام بھول گیا ہوں۔ شاید اب وہ فوت بھی ہو گئے ہوں۔ غالباً ۱۹۸۵ء میں اُس نے ایک دن اپنی دوکان پر مجھے بتایا کہ ''مجھے خواب میں حضرت مسیح موعودؑ ملے ہیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اب دنیا میں میرا دوبارہ ظہور ہوا ہے۔ لیکن خواب میں آپکی شکل وصورت تصویر والی نہیں تھی بلکہ مرزا حنیف کی طرح تھی۔ چھوٹی سی داڑھی اور سر پر ٹوپی''۔ شیخ صاحب نے یہ خواب مجھے دو دفعہ بتائی۔ ہوسکتا ہے پہلی دفعہ بتا کر بھول گئے ہونگے۔ آنحضرتﷺ فرماتے ہیں۔ ''المومنُ یُرا یُرالہٗ''۔ یعنی مومن کبھی خود رؤیا دیکھتا ہے اور کبھی اُس کے بارے میں کسی اور کو دکھایا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ خوابوں کے ضمن میں فرماتے ہیں:۔ ''مومن کبھی رویاء دیکھتا ہے اور کبھی اس کی خاطر کسی اور کو خدا دکھاتا ہے'' (ذکر حبیب صفحہ ۱۲۹ مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق)

میں نے یہ دونوں خواب بطور نمونہ لکھے ہیں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ اور بہت سارے لوگوں نے بھی ایسی خوابیں ضرور دیکھی ہونگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ میرے مہدی و مسیح کی جماعت کو ایک مخصوص قبضہ گروپ نے یرغمال بنا کر لوگوں کو آزادی ضمیر کے بنیادی حق سے محروم کر دیا ہوا ہے۔ لہٰذا انکی رہائی کیلئے آنیوالے غلام مسیح الزماں کے متعلق لوگوں کو خوابیں دکھا دینا کافی نہ تھا بلکہ کسی زبردست آسمانی حربے کی ضرورت تھی۔ اور یہ آسمانی حربہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس خلیفہ یا امام جس کے دور میں غلام مسیح الزماں نے ظاہر ہونا تھا کے منہ سے اس غلام مسیح الزماں کی تصدیق کروانی ضروری سمجھی۔ کیا خلیفہ رابع صاحب نے اپنے منظوم کلام میں اس عاجز یعنی غلام مسیح الزماں کی تصدیق نہیں فرمائی ہے؟ بلاشک و شبہ فرمائی ہے اور اس کا آگے ذکر ہوگا۔

خلیفہ رابع کی لاشعوری تصدیق

ساجد نسیم صاحب! جہاں تک آپ نے میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کے بارے میں مجھ سے حلف اُٹھانے کا مطالبہ کیا ہے۔ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے

خلیفۃ المسیح الرابع کی معرفت احباب جماعت کے آگے خالی دعویٰ نہیں پیش کیا بلکہ اس دعویٰ کا الہامی، علمی اور قطعی ثبوت بھی پیش کیا ہے۔ میرا یہ ثبوت خلیفہ ثانی کے ثبوتوں کی طرح خودساختہ نہیں ہے۔ بلکہ اس الہامی ثبوت کا ذکر ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔ یادر ہے کہ اس عاجز نے میثاق النبیین کے مطابق ان علامات کیساتھ اپنا دعویٰ غلام مسیح الزماں خلیفہ رابع صاحب کے آگے پیش کیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام پہلے ہی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے ذریعہ افراد جماعت کو بتائی ہوئی ہیں۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے لاشعوری طور پر خلیفہ رابع صاحب سے میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں کی تصدیق بھی کروادی تھی۔ پھر جماعتِ احمدیہ اَن پڑھوں کی جماعت نہیں بلکہ اسلام کے دیگر فرقوں کے مقابلہ میں زندہ اور ذہنی طور پر بیدار واقع ہوئی ہے لیکن اگر نظام کی چیرہ دستیوں نے انہیں حق گوئی و بے باکی اور یک رنگی سے محروم کر دیا ہے تو یہ ایک الگ المیہ ہے۔ علمائے جماعت پر فرض تھا کہ اگر وہ مجھے غلطی خوردہ سمجھتے تھے تو میرے الہامی، علمی اور قطعی ثبوت کو دلیل کیساتھ جھٹلانے کی کوشش کرتے۔ علمائے جماعت کا آج تک میرے اس ثبوت کو جھٹلا نہ سکنا ثابت کر رہا ہے کہ آپ سب غلطی پر ہیں۔ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود غلط فہمی پر مبنی تھا۔ آپ سب میرا الہامی ثبوت دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور حلف کی طرف بھاگتے ہیں۔ یادر ہے کہ بعض لوگ جھوٹا حلف بھی اُٹھالیا کرتے ہیں جیسا کہ خلیفہ ثانی نے اُٹھایا تھا لیکن سچا اور الہامی ثبوت نہ جھوٹے طور پر بنایا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ جھوٹا ہوا کرتا ہے۔ میں حلف اور ثبوت کو چھلکے اور مغز سے تشبیہ دیتا ہوں۔ بھلا مغز کے مقابلے میں چھلکے کی کیا حیثیت ہے؟ خاکسار آپکے آگے مغز رکھ رہا ہے جبکہ آپ چھلکے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کریں۔ کیا یہ عقلمندی ہے؟

ایک صدی قبل جب ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق ظاہر ہوئے تھے۔ تو آپ جانتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے اپنے سچے مہدی کی ایک نشانی بتائی ہوئی تھی۔ خسوف وکسوف کی یہ نشانی ایسی زبردست تھی کہ کوئی جھوٹا مدعی مہدویت جھوٹے طور پر اسے اپنے پاس سے نہیں بنا سکتا تھا۔ جو لوگ متقی تھے انہوں نے خسوف و کسوف کا نشان دیکھ کر حضرت مرزا غلام احمدؑ کو قبول کرنے میں دیر نہ کی۔ مگر جن لوگوں کے دلوں میں کِبر کی بیماری تھی وہ خسوف وکسوف کا نشان دیکھ کر بھی آپ کی طرح تماش بینی کی خاطر حلف کا مطالبہ کرتے رہے ہونگے۔ میں نے اپنے دعویٰ کی سچائی میں جو الہامی ثبوت جماعت احمدیہ کے آگے رکھا ہے وہ بذاتِ خود ایک معجزہ ہے۔ کیا آپ اس معجزہ کو قبول نہیں کرو گے؟ قریباً اڑھائی ہزار سال پہلے ایک عظیم فلسفی اور بعض کے نزدیک اور میرے نزدیک بھی ایک نبی نے یہ فرما کر کہ نیکی علم ہے لوگوں کے سامنے ایک علمی تصور رکھا تھا۔ سقراط کے اس علمی تصور کی حقیقت ہزاروں سال علمائے فلسفہ پر پوشیدہ رہی اسی طرح جس طرح حیات مسیح ابن مریم کی حقیقت ایک صدی قبل تک مذہبی علماء پر پوشیدہ رہی تھی۔ اور پھر جس طرح وفات مسیح کا راز اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ پر کھول کر اسے مسیح موعود بنا دیا۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نیکی علم ہے کی حقیقت کا راز عبدالغفار جنبہ پر کھول کر نہ صرف اُسے غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود بنایا بلکہ ہزاروں سال سے بند ایک علمی معمے کو بھی حل کر دیا۔ مزید برآں اُسے ایک عظیم الشان اِلٰہی نظریہ نیکی خدا ہے الہاماً بخش کر دنیائے مذاہب میں دین اسلام کی علمی برتری کے سامان بھی پیدا کر دیئے۔ اگر آپ یہ سوال کریں کہ میرے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ دنیائے علم میں ''نیکی علم ہے'' ایک غیر حل شدہ معمہ تھا اور نیز یہ کہ علمائے سائنس اور فلسفہ کی یہ آرزو تھی کہ کاش کوئی انسان اس راز پر سے پردہ اُٹھائے۔ تو اس کیلئے میں ڈبلیو۔ ٹی۔ سٹیس کا یہ اقتباس آپکے آگے رکھتا ہوں:۔

"But as, for Socrates, the sole condition of virtue is knowledge, and as knowledge is just what can be imparted by teaching, it followed that virtue must be teachable. The only difficulty is to find the teacher , to find someone who knows the concept of virtue. What the concept of virtue is that is, thought Socrates, the precious piece of knowledge, which no philosopher has ever discovered and which, if it were only discovered, could at once be imparted by teaching, where upon men would at once become virtuous." (Acritical history of Greek philosophy by W.T.Stace (p.149)

''لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جا سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تعلم ہونی چاہیے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔ نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے آج تک دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اُسے پڑھایا جائے گا اور اس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔''

میں افراد جماعت احمدیہ کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ اسی عظیم ترین الٰہی نظریہ نیکی خدا ہے میں اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود کی بنیادی اور مرکزی علامات بھی پوری فرمادی ہیں۔ میرا یہ بھی دعویٰ ہے کہ نظری طور پر اس نظریہ سے آگے بڑھنا ممکن نہیں۔ اب ہمیشہ کیلئے دنیائے علم میں یہ الٰہی نظریہ مشعل راہ رہے گا۔ اے افراد جماعت! کیا تمہیں اس سے خوشی نہیں ہوئی کہ اتنے بڑے علمی راز سے پردہ اُٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں کو چنا؟ کیا تم سب اس عظیم الشان علمی معجزے کو جھٹلا سکتے ہو؟ ہر گز نہیں!

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں ۔ اِک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہو خوف کردگار

رہی بات حلف کی تو میں پوری جماعت سے انتہائی سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان الہامی، علمی اور قطعی معجزے کے آگے عاجز ہونے کے باوجود اگر آپکے دل اطمینان نہیں پکڑتے اور آپ سنجیدگی سے یہ چاہتے ہیں کہ میں آپکے اطمینان کی خاطر اپنے غلام مسیح الزماں ہونے کا حلف اُٹھاؤں ۔ تو بھی میں اس کیلئے حاضر ہوں ۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ آپ اپنے خلیفہ صاحب سے کہیں کہ وہ کچھ افراد کیساتھ کسی مقررہ جگہ پر آ جائیں ۔ میں بھی اپنے چند ساتھیوں کیساتھ اس جگہ پر آ جاؤں گا ۔ وہاں میں آپکے سامنے اپنی سچائی کے دلائل پیش کرونگا ۔ اگر آپ نے میرے دلائل کو بذریعہ دلائل ردّ نہ کر سکنے کے باوجود مجھ سے حلف کا مطالبہ کیا تو میں اس شرط پر حلف اُٹھاؤں گا کہ میرے حلف اُٹھانے کے بعد آپ سب کو میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں پر بغیر کسی چوں چرا کے ایمان لانا ہوگا ۔ آپ سب جانتے ہیں کہ دسمبر ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے افتتاحی اجلاس کے موقعہ پر خلیفہ رابع صاحب کی ایک نظم مردِ حق کی دعا کے عنوان سے پڑھی گئی تھی ۔ اللہ تعالیٰ نے اس نظم کے بعض اشعار میں خاکسار کا ذکر بھی کروا دیا تھا! ؎

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی ۔ آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رُخ پلٹ جائے گا رُت بدل جائے گی

اس شعر میں جس مومن کی آہ کا ذکر کیا گیا ہے اور جس آہ سے طوفان کا رُخ بدلنے والا ہے ۔ وہ اس عاجز ہی کی آہ تھی ۔ کیونکہ میرے ساتھ ہی وہ حادثہ پیش آیا تھا جس کا میں نے خلیفہ رابع صاحب کو لکھے گئے دوسرے خط میں ذکر کیا ہے ۔ اس وقت میرے دل سے ایک آہ نکلی اور میں نے اپنے ربّ کو اپنی مدد کیلئے پکارا ۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ کا کھلا کھلا پیار میرے شامل حال ہوا ۔ اور پھر علم و حکمت کے دروازے اللہ تعالیٰ نے میرے پر کھول دیئے ۔ نہ صرف یہ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خبر بھی بخشی کہ اب تجھے علم حاصل کرنے کیلئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ۔ اب میں تجھے علم دونگا اور تو لوگوں کو لا جواب کرے گا ۔ اسی نظم کا تیسرا شعر یہ ہے!

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دُعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

یہ مردِ حق کی دُعا جو سحر کی ناگنوں کو نگلنے والی تھی ۔ یہ علم و عرفان کی نعمت اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو بخشی ہے ۔ کیا میں اللہ تعالیٰ سے علم و معرفت میں کمال پا کر اپنوں اور غیروں کا منہ بند نہیں کر چکا ہوں ۔ کیا اس میں کوئی شک ہے؟ خلیفہ رابع صاحب کے شعر کا مطلب بھی یہی تھا ۔ اسی نظم کا آخری شعر! ؎

عصرِ بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دُعا کے سوا ۔ اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

یہ ہاتھ اُٹھانے والا غلام مسیح الزماں خاکسار ہی تھا کیونکہ ان منظوم اشعار سے کم و بیش چھ سال پیشتر میں نے ہی ایک خواب میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کیساتھ آپکے ہی ارشاد پر دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے تھے ۔ اور دعا بھی میں نے وہ مانگی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس خواب سے چند ماہ پہلے مجھے الہاماً سکھائی تھی ۔ یہ دعا میری کتاب غلام مسیح الزماں کے آغاز میں درج ہے ۔ پھر خلیفہ رابع صاحب نے بعد ازاں ایک اور نظم میں افراد جماعت کو یہ نوید سنائی تھی کہ! ؎

کلید فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر ۔ نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کلیدِ فتح و ظفر بھی وہی موعود فتح اور ظفر کی کلید ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں فرمایا تھا ۔ یہ موعود کلیدِ فتح و ظفر غلام مسیح الزماں ہی تو ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ جب یہ غلام مسیح الزماں اُذنِ اِلٰہی سے کھڑا ہوا تو آپ لوگوں نے بھی اِس سے وہی سلوک کیا جو پہلے زمانوں میں مخالفین صادقوں کیساتھ کرتے چلے آئے ہیں ۔

نظامی مولویوں کا کئی مدعیوں کا پروپیگنڈا

آجکل نظام جماعت کے مربیان یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ اس وقت کئی مدعیان کھڑے ہیں ۔ مربیوں کا یہ واویلا مچانے کا مطلب صرف میرے دعویٰ مصلح موعود کی اہمیت کو کم کرنا ہے ۔ حالانکہ ان کو یہ معلوم ہے کہ اگر کسی سچے مدعی کے وقت اور مدعی بھی کھڑے ہوں تب بھی اس کا سچے مدعی کی سچائی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ۔ مدعی بیشک جتنے مرضی ہوں لیکن سچا اُن میں ایک ہی ہوتا ہے ۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اس ضمن میں فرماتے ہیں :۔ ''مجدد الوقت کون ہے؟ جب میں اوّل دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا تھا تو میں نے یہ عرض کی تھی کہ آپ نے بھی دعویٰ مجددیت کیا ہے اور دوسرے لوگ بھی ہیں جو دعویٰ مجددیت کا کرتے ہیں منجملہ اوروں کے (۱) ایک سوڈانی مہدی ہے جس پر لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مہدی اور مجدد ہے اب ہم آپ کو مجدد مانیں یا ان میں سے کسی ایک کو ۔ فرمایا جس کے پاس دلیل ہو'' ۔ (تذکرۃ المہدی صفحہ ۱۹۰ مصنفہ پیر سراج الحق نعمانی)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے وقت اور کتنے مدعیان تھے اسکی تفصیل درج ذیل ہے :۔

(۱) مہدی سوڈانی (۲) حافظ محمد جان (۳) مولوی ابوالقاسم ساکن امروہہ (۴) مولوی عبدالعزیز موضع ارکاٹ (۵) لاہور میں ایک شخص مدعی مہدویت تھا (۶) ایک شخص لاہوری

الور میں گیا اور دو شخص اسکے ساتھ تھے وہ بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔(۷) سید اصغر علی آف ریواڑی (۸) مولوی رشید احمد گنگوہی (۹) شیخ محمد یوسف آف سہارنپور (۱۰) نواب صدیق حسن خان (۱۱) ایک شخص انبالہ اور تھانیسر میں تھا۔(۱۲) الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہوری (۱۳) ایک صوفی درویش اجمیر میں تھا جس کا دعویٰ تھا کہ چودھویں صدی کا مجدد میں ہوں۔(۱۴) مولوی فضل الرحمان گنج مراد آبادی (۱۵) چراغ الدین ساکن جموں (۱۶) مرزا امام الدین بیگ ساکن قادیان (ایضاً صفحات ۱۹۰ تا ۲۰۲)

اب حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے وقت میں آپکے علاوہ اور سولہ (۱۶) مجددیت اور مہدویت کے دعویدار تھے۔ یہ سارے مہدی سوڈانی کے علاوہ ہندوستانی تھے۔لیکن سچائی کی دلیل صرف حضورؑ کے پاس تھی اور باقی سب خالی دعویدار تھے۔

خلیفہ ثانی کا بہت ساری کتب لکھنا

بعض لوگ یہ دلیل دیتے ہیں کہ چونکہ خلیفہ ثانی صاحب نے بہت ساری کتب کے علاوہ تفسیر کبیر بھی لکھی ہے لہٰذا وہی ’’علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیے گئے تھے‘‘۔اس ضمن میں عرض ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ خلیفہ ثانی مثیل بشیر احمد اوّل ہوتے ہوئے اِلٰہی فضل یافتہ تھے اور ان کا بہت ساری کتب لکھنا اور قرآن کی تفسیر لکھنا بھی اسی وجہ سے تھا۔علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیے جانے کا مطلب کچھ اور ہے۔اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ موعود مصلح کو اپنی صفات ظاہر اور باطن کا علم دے کر ایک خاص رنگ میں اُسے اپنی ذات کا کامل عرفان بخشے گا۔اس طرح اللہ تعالیٰ علمی رنگ میں غلبہ اسلام کیلئے راہ ہموار کرے گا۔اور ایسا کام اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے ایک کتابچے کی شکل میں بھی لے سکتا ہے جیسا کہ میرے اِلٰہی نظریہ نیکی خدا ہے سے ظاہر ہے۔عالم اسلام میں سینکڑوں ایسے علمائے دین اور فلسفہ ہوگزرے ہیں جنہوں نے صدہا کتب تحریر کی ہیں۔سینکڑوں ایسے مفسر ہوگزرے ہیں حتیٰ کہ فخر الدین رازی نام کا ایک ایسا مفسر بھی ہوگزرا ہے جس نے کئی کتب کے علاوہ قرآن پاک کی ایک جامع تفسیر لکھی جس کا نام بھی تفسیر کبیر ہے۔اسکے مقابلہ میں خلیفہ ثانی کی تفسیر کبیر تو ویسے بھی نامکمل ہے۔کیا پھر فخر الدین رازی کو بھی موعود مصلح کا خطاب دے دیا جائے۔ہرگز نہیں۔مصلح موعود وہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بنائے۔تفسیریں لکھ کر مصلح موعود نہیں بن جایا کرتے۔عالم اسلام کے دیگر علمائے دین و سائنس و فلسفہ میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) الکندی (۲) الفارابی (۳) ابن مسکویہ (۴) ابن الہیثم (۵) ابن سینا (۶) الغزالی (۷) ابن باجہ (۸) ابن طفیل (۹) ابن رشد (۱۰) ابن خلدون وغیرہ۔ان سارے علمائے دین و سائنس و فلسفہ نے سینکڑوں کتب تصنیف کی تھیں لیکن اسکے باوجود ان میں سے سوائے الغزالی کے کسی نے مجدد اور مصلح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔اچھا ذہن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی عطا اور فضل ہوتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ سارے اِلٰہی فضل یافتہ لوگ مجدد اور مصلح بھی ہوں۔مثلاً البیرونی اور ابن سینا وغیرہ۔ابن سینا کے متعلق ابو جاوید نیازی لکھتے ہیں:۔

’’ابن سینا فطرتاً آرام پسند اور حُسن پرست تھے۔لہٰذا شراب نوشی اور عیاشی کی وجہ سے عموماً انکی صحت خراب رہتی تھی۔بقول جوز جانی اور جدید ایرانی مصنف ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا کے اُنکی شامیں دوستوں،عشق و محبت اور شراب کیلئے مخصوص تھیں۔راتوں کو کام کرتے وقت بھی شراب کا شغل جاری رہتا۔‘‘(ابن سینا۔مصنف ابو جاوید نیازی۔صفحہ ۱۶)

مصنف آگے لکھتا ہے:۔’’ابن سینا نے زندگی بھر شادی نہیں کی۔پھر بھی مرتے دم تک شراب اور عورت کے چکر میں پڑے رہے اور انتہائی تنہائی کی حالت میں مرے۔انکے متعلق یہ روایت بھی متفق ہے کہ وہ نہایت خوبصورت اور خوش پوش تھے۔اُمرا اور بادشاہوں کے مصاحب اور دوست تھے اور سلطان کے بالکل قریب بیٹھتے تھے۔اُنکی تقریر میں جادو تھا۔جب بولتے تو لوگ خاموشی سے سنتے رہتے۔‘‘(ایضاً۔صفحہ ۲۸)

ابن سینا کو ارسطوئے ثانی اور معلم ثانی بھی کہا جاتا ہے۔اسکی حکمت اور فلسفہ کو آج تک مغرب میں بطور سند تسلیم کیا جاتا ہے لیکن اسکے باوجود اس میں بعض اخلاقی برائیاں بھی تھیں۔اس نے کبھی مجدد اور مصلح ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔مصلح موعود کیلئے سینکڑوں کتب اور تفسیر لکھنا ضروری نہیں۔یہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتا ہے۔وہ جسکو چاہے یہ انعام بخش سکتا ہے۔قرآن کریم میں بہت سارے انبیاءؑ کا ذکر ہے۔ان میں سے کتنوں نے سینکڑوں کتب اور تفاسیر لکھی تھیں؟ کوئی ایک بھی نہیں۔ہاں ایک جائز سوال ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی موعود مصلح ہونے کا مدعی ہو تو اس سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ آپکے مصلح موعود ہونے کا ثبوت کیا ہے؟ اگر وہ مصلح موعود ہونے کا خالی ثبوت تو درکنار اپنی سچائی کے حق میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا بیان فرمودہ الہامی ثبوت پیش کردے اور یہ الہامی ثبوت ہو بھی ناقابل تردید اور مزید یہ ثبوت علوم ظاہری و باطنی سے بھی بھرا ہوا ہو تو پھر اسکی سچائی میں کیا شک رہ جاتا ہے؟

اُمّتِ محمدؐیہ کے مجددین

جماعت احمدیہ کے اخبار الفضل ربوہ کے ۲۰/مارچ ۲۰۰۲ء کے شمارہ میں اُمت محمدیہ کے مجددین کی یہ فہرست شائع ہوئی تھی۔(۱) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۲) حضرت امام شافعیؒ (۳) حضرت ابوالحسن اشعریؒ (۴) حضرت ابوبکر باقلانیؒ (۵) حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ (۶) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ (۷) حضرت امام ابن تیمیہؒ (۸) حضرت امام ابن حجر عسقلانیؒ (۹) حضرت امام جلال الدین السیوطیؒ (۱۰) حضرت مجدد الف ثانیؒ (۱۱) حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی (۱۲) حضرت سید احمد شہید بریلویؒ۔(۱۳) اور

سب سے بڑھ کر مجدد اعظم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ۔ اِن مجددین کے علاوہ چند اور بزرگوں کے نام بھی جماعتی لٹریچر میں ملتے ہیں۔ مثلاً حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت ابوشرعؒ، حضرت ابوعبیداللہ نیشاپوریؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت صالح بن عمرؒ اور حضرت امام محمد طاہر گجراتیؒ وغیرہ۔

ان بزرگوں میں سے بعض نے تو خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور بعض دیگر کو اُنکی تجدیدی خدمات کی روشنی میں اُمت محمدیہ نے مجدد کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ یہاں میں افراد جماعت کے آگے ایک سادہ سا سوال رکھتا ہوں وہ یہ کہ کیا کوئی انسان اِن متذکرہ بالا بزرگوں میں سے کسی ایک کے متعلق بھی اُس کی زندگی میں یا زندگی کے بعد، اُسکے دعویٰ سے قبل یا دعویٰ کے بعد اُس پر کوئی بدکاری کا الزام ثابت کرسکتا ہے؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ ہرگز ثابت نہیں کرسکتا۔ تو پھر جماعت احمدیہ میں خلیفہ ثانی کیسے مصلح موعود تھے کہ اُس پر طفولیت سے لے کر بڑھاپے تک متواتر اور وقفے وقفے کے بعد اُس کے خاص اور نوجوان مرید نہ صرف قتل اور شراب خوری بلکہ اُس پر بدکاری کے حلفاً الزام بھی لگاتے رہے اور مصلح موعود صاحب اِن الزاموں کو حلفاً ردّ کرنے کی بجائے چار گواہوں کی پناہ میں چھپے رہے۔ یہ سب کاروائی ہمیں کیا پیغام دیتی ہے؟ ؎ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

اختتامیہ

ساجد نسیم صاحب! آخر میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے کوئی ایسا الہامی وعدہ نہیں کیا تھا کہ وہ موعود زکی غلام کو آپکی صلب میں سے ہی پیدا فرمائے گا۔ اگر کوئی ایسا الہامی وعدہ ہے تو وہ مجھے دکھاؤ۔ ثانیاً۔ نو سالہ معیاد کی بنیاد تو اُسی وقت ختم ہوگئی تھی جب حضورؑ نے نو (۹) سالہ معیاد یعنی ۲۱ / مارچ ۱۸۹۵ء کے کئی سال بعد پیدا ہونے والے اپنے چوتھے صاحبزادہ مبارک احمد کو مولود مسعود قرار دیا تھا۔ ثالثاً۔ مصلح موعود نے صلب کی بجائے ذریت میں سے ظاہر ہونا ہے اور حضورؑ کی ذریت میں ساری جماعت شامل ہے۔ کیا عبدالغفار جنبہ حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں شامل نہیں ہے؟ رابعاً۔ دورانِ گفتگو آپ نے جو سراجِ منیر، تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی کے حوالے پیش کیے تھے۔ کیا آپ ان حوالوں میں حضورؑ کا مرزا محمود احمد کو موعود، مولود موعود، مولود مسعود یا مصلح موعود فرمانا ثابت کرسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ خامساً۔ آپ نے کہا ہے کہ جماعت نے عبدالغفار جنبہ کو بہت سمجھایا تھا۔ جماعت جرمنی کے مشنری انچارج اعلیٰ مولانا عطاءاللہ کلیم صاحب نے جو سمجھایا تھا میں اس کا مفصل ذکر کرچکا ہوں۔ اگر اسکے علاوہ آپ کے پاس میرے سمجھانے کیلیئے کوئی راہنمائی ہو تو مجھے بتانا۔ آپ نے اپنی ای میلوں کا بار بار ذکر کیا ہے۔ آپ اپنی ای میلوں کا ذکر چھوڑ کر اگر ہوسکے تو میرے اس مضمون کو دلائل کیساتھ جھٹلا کر دکھانا۔ اگر آپ یا جماعتی علماء میرے دلائل کو جھٹلا کر دکھاتے اور پھر بھی میں یا میرا کوئی عزیز آپکی بات کو نہ مانتا تو پھر آپکے خلیفہ یا کسی دوسرے جماعتی عہدیدار کو حق پہنچتا تھا کہ وہ ہمیں جماعت سے بے شک نکال دیتا۔ میرے دلائل کو جھٹلائے بغیر کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ مجھے یا میرے کسی اور عزیز کو حضورؑ کی جماعت سے نکالتا۔ آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ستمبر ۱۹۷۴ء میں جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خاج کرکے غیر مسلم قرار دیا تھا۔ کیا جماعت احمدیہ کا یہ اخراج درست اور جائز تھا؟ اگر یہ اخراج درست اور جائز نہیں تھا تو پھر میرا اور میرے عزیزوں کا جماعت احمدیہ سے اخراج کیونکر درست اور جائز ہوسکتا ہے؟ اگر میرے متعلق آپکی یہ منطق کہ جس کی لاٹھی اُسکی بھینس درست ہے تو پھر آپ اپنے متعلق بھی اسی منطق کو تسلیم کرتے ہوئے اپنا غیر مسلم ہونا تسلیم کرلو۔ اگر آپ اپنا غیر مسلم ہونا تسلیم نہیں کرتے تو پھر یہ اخراج کا ڈرامہ بند کرو۔ اپنی آمریت کو قائم رکھنے کیلیئے اور کتنے لوگوں کا جماعت سے اخراج کروگے۔ آخر میں آپکو محض للہی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ دنیاوی زندگی چندروزہ ہے۔ آخرت کی فکر کرو اور سادہ لوح احمدیوں کو گمراہ کرنا چھوڑ دو۔ جب کوئی ملت آزادی ضمیر یا اظہار و بیان کی آزادی سے محروم کردی جائے تو وہ گونگی، بہری اور اندھی ہوجاتی ہے۔ نیز اس میں دین کے عظیم الشان اعتقادات مضمحل و مردہ ہوجاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں وہ مشرکانہ و ملحدانہ اعتقادات کی دلدادہ، عقیدہ جبریت کی قائل اور روایت پرست بن جاتی ہے۔ کیا آج آپ کا یہی حال نہیں ہے؟ اسی طرح اگر کوئی دین اپنے پیروکاروں کو محکومی و غلامی، افلاس و احتیاج اور بے بسی و بے چارگی دے تو ایسا دین شاید محمودی اسلام یا کوئی طالبانی اسلام تو ہو مگر وہ آنحضرت ﷺ کا لایا ہوا دین اسلام نہیں ہوسکتا۔ آخر میں میرا ہر احمدی سے سوال ہے کہ وہ مجھے دیانتداری، تقویٰ اور انصاف کے ساتھ بتائے کہ آج وہ محکوم و غلام نہیں ہے؟ کیا آج وہ افلاس اور احتیاج زدہ نہیں ہے؟ کیا آج وہ بے بس اور بے چارہ نہیں ہے؟ اللہ حافظ! ؎ فطرت افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے ۔ نہیں کرتی کبھی ملت کے گناہوں کو معاف

عبدالغفار جنبہ

مورخہ ۸/ اپریل ۲۰۰۷ء

☆☆☆☆☆☆☆